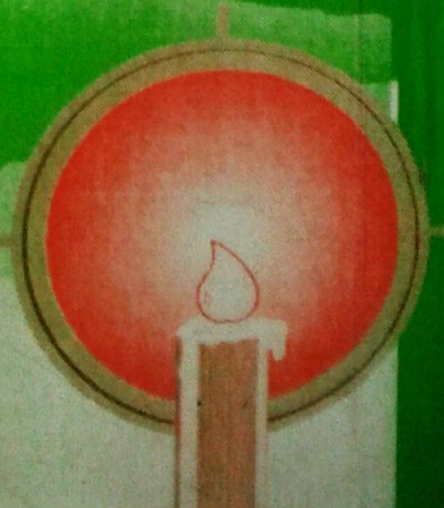
یا اللہ جل جلالہ

یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم

نظارۂ نور

ذرّاتِ رسالت

حصہ دوم



سید عزیز الدین رضوان چشتی القادری کوہیری

حال مقیم حیدرآباد

نظارۂ نور

ذرّاتِ رسالت

حصہ دوم

سید عزیز الدین رضوان چشتی القادری کوہیری

حال مقیم حیدر آباد

نام کتاب : نظارہ ءِ نور (ذرّاتِ رِسالت)

شاعر : سید عزیزالدین رضوانؔ چشتی القادری کوہیری

سن اشاعت : محرم الحرام ۱۴۲۰ھ مطابق مئی ۱۹۹۹ء

تعداد : 1000

ضخامت : 168 صفحات

ناشر : سید عزیزالدین رضوانؔ چشتی القادری کوہیری

پتہ :

18-8-224/5/595 ریاست نگر حیدر آباد 500059

فون نمبر: 4445805

قیمت : پچاس روپئے -/Rs. 50

ملنے کا پتہ : مکان ناشر

غرقِ بحرِ صوت سرمد کر دیا
یار کے پازیب کی جھنکار نے

وجودِ زَن سے ہے تصویرِ کائینات میں رنگ　　اِسی کے ساز سے ہے زندگی کا سوزِ دروں

مُکالماتِ فلاطوں نے لکھ سکی لیکن　　اِسی کے شعلے سے ٹوٹا شرارِ افلاطون

(اقبالؒ)

رضواں صاحب کا دیوان ''نظارۂ نور'' المعروف ''ذراتِ رسالت'' کا حصہ دوم ''نازل'' ہو چکا ہے … جسکے تعارف کے لئے عنوان تلاش کیا تو جناب سراج منیر کا یہ شعر ذہن سے ٹکرایا:

غرق بحرِ صَوتِ سرمد کردیا ☆ یار کے پازیب کی جھنکار نے

یعنی ''یار'' کے پازیب کی ''جھنکار'' نے صَوتِ سرمد کے ''بحرِ بیکراں'' میں غرق کردیا!! خوب … کیا کہنے … خیال کی نُدرت قابلِ تحسین ہے ۔ شاعر کو ''اس'' آوازِ قدیم سے ایسا ربط ہے کہ محبوب کے پائے نازک کی زیبائش کے لئے استعمال ہونے والے پازیب کی ''جھنکار'' نے گویا ''بیدار'' کردیا اور پھر اس کبھی نہ تھمنے والی آواز کی خاموش لہروں میں غرق کردیا۔

اب یہ سمجھ میں نہ آسکا کہ آخر رضواں صاحب کے ''دیوان'' کے ''تعارف'' کے لئے اِسی شعر کے ''نزول'' کا کیا مقصد ہو سکتا ہے؟

سراج صاحب کے ''یار'' کے پازیب کی ''جھنکار'' ہو کہ رضواں صاحب کے ''اشعار'' کا ''نزول'' … آواز تو وہی قدیم … نہ رُکنے اور نہ تھمنے والی آواز ہے' جو ازل سے گونج رہی ہے … جسے کوئی ''اوم'' کہتا ہے' کوئی ''کُن فیکون'' کہتا ہے' کوئی ''آوازِ جرس'' سے معنون کرتا ہے' کوئی ''بانگِ درا'' کہتا ہے اور کوئی کہتا ہے کہ جیسے مکھیاں بھنبھنا رہی ہیں ۔ ہر ایک کا اندازِ بیاں علیحدہ ہے' لیکن سبھی کہہ رہے ہیں

کہ ایک "خصوصی آواز" ہے جو کونین کے ذرے ذرے سے نکل رہی ہے جسکو لوگ اپنے اپنے طور پر انٹرپریٹ Interpret کرتے ہیں- کوئی کہتا ہے کہ اس پر "الہام" ہو رہا ہے، کبھی اسے "وحی" کا نام دیا جاتا ہے اور کبھی "آمد" سے تعبیر کیا جاتا ہے-

چنانچہ یہی ہوا ... رضواں صاحب پر جو کلام کا "نزول" ہوا ... تو اسکے تعارف کے لئے یہ مخصوص شعر میرے "حرام مغز" سے نکل کر میرے ذہن سے ٹکرایا اور مَیں نے اسے چن لیا ... یہ اور بات ہے کہ سراج منیر صاحب اس "حرامی" سے واقف نہیں ہیں جسکی "صَل صَل" (آواز) کا یہاں ان صفحات پر "نزول" ہو رہا ہے-

"صلصل" اس آواز کو کہتے ہیں جو کیچڑ جیسی چکنی مٹی سے تیار کردہ برتن سے "صلصلاتی" نکلتی ہے ... چنانچہ قرآن میں اسی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ آدم کی اِسی "صلصلاتی مٹی" سے تخلیق کی گئی جس میں "گونجنے" کی صفت موجود ہے- کسی خالی گھڑے کا منہ کان سے لگا کر سنئے ... ایسی ہی "زئیں زئیں" کرتی ہوئی "آواز" آئیگی یا کسی خالی تھرماس کا منہ کان سے لگا کر سنئے ... ایسی ہی آواز آئیگی- آخر ان خالی برتنوں سے یہ آواز "کیسے"؟

اسی طرح آدم یا کوئی اور ذی روح کسی نہ کسی طرح "بج" رہا ہے یعنی "آواز" دے رہا ہے:

سازِ ہستی میں گونج "تم" سے ہے ☆ نغمہ زن تار تار "تم" سے ہے

(حضرت سید نور علی شاہ قادری)

اب یہ "تم" کون ہے ... ساری دنیا اسی فکر میں "گم" ہے ... ہر مذہب کی تان اِسی پر ٹوٹتی ہے، ہر کوئی اس "تم" کو اپنے اپنے طور پر انٹرپریٹ Interpret کر رہا ہے، کوئی کہتا ہے "خدا" کوئی "ایشور" کوئی "بھگوان" کوئی "گاڈ" GOD

کوئی "کچھ" اور کوئی "کچھ" ... لیکن حیرانی یہ ہے کہ کسی نے آج تک اس نظر نہ آنے والی ہستی کو ... "جسے" وہ اپنی دانست میں خدا وغیرہ سمجھ بیٹھا ہے، نہ تو دیکھ پایا ہے اور نہ اسکو صحیح طور پر سمجھ سکا ہے، پھر اس پر "طرہ" یہ کہ ہر مذہب کا ماننے والا یہ دعویٰ کر رہا ہے کہ "اسی" کا مذہب صحیح اور درست ہے ... اسی بنیاد پر اس دنیا میں ازل سے خون خرابہ چلا آ رہا ہے۔

کبھی "ٹی وی" کھول کر دیکھئے ... اس پر ایک چینل تقریباً ہمہ وقتی طور پر چلتا رہتا ہے جسکا نام ہے "مہارشی ویدا ویژن" **Maharishi Veda Vision** جس پر مہارشی مہیش یوگی کا پروگرام آتا رہتا ہے، جسے دنیا کے بڑے بڑے دانشور مخاطب کرتے ہیں اور مختلف زاویوں سے مہارشی کے خیالات کی ترجمانی کرتے ہیں جسکا "حاصل" یہ ہے کہ انسان کے وجود میں "وید" موجود ہے یعنی "علم" اسکے وجود میں "پوشیدہ" ہے جسے "حاصل" کرنے کی ضرورت ہے۔ مختلف سائینسی ذرائع سے "ویدک نالج" **Vedic Knowledge** کو اس پروگرام کے ذریعہ انسان کے وجود میں ثابت کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ مہارشی کا بہت بڑا مشن اس میدان میں بڑے خلوص، بڑی لگن اور مستعدی سے کام کر رہا ہے۔ انکی کوشش یہی ہے کہ اس "ازلی" پیغام کو دنیا میں عام کریں کہ "انسان" ہی اصلِ کائنات ہے اور اپنے اندر سارے علوم پوشیدہ رکھتا ہے ... جسے "جاننے" کی ضرورت ہے۔

اسی بات کو بانی اسلام نے اپنے طور پر ظاہر فرمایا، لیکن جو لوگ اپنے آپ کو ان کا پیرو سمجھتے ہیں، صحیح طور پر "سمجھنے" سے قاصر ہیں:

حقیقت خرافات میں کھو گئی ☆ یہ امت روایات میں کھو گئی

(اقبالؒ)

رضواں صاحب کا سارا کلام اسی "کاوش" کی بازگشت ہے ••• یعنی ہم اپنے آپ کو پہچانیں اور "یار" کے پازیب" کی "جھنکار" کو سُنیں اور اس "اصلی علم" کو حاصل کریں جو ہمارے اپنے وجود میں موجزن ہے ••• لیکن اسکے لئے رہبر کامل کی دستگیری ضروری ہے۔

موصوف کے بعض اشعار کے چیدہ چیدہ مصرعے ملاحظہ ہوں:

☆

"گنج مخفی" سے "خدا" کو کھینچ کر لائے "رسولؐ"

☆

جو "قدرت" تھی "خدا" کی بن گئی "قدرت" "محمدؐ" کی

☆

قرآن پاک کی ہر ایک "آیت" ہے محمدؐ کی

☆

خود "اپنے" کو "پانا" ہی "اللہ" کو پانا ہے

☆

آدم میں "دم ہے' دم میں "ہم"۔ ہم میں ہے کائنات "ضم"

☆

بولتا قرآن تم خود ٹھہرے 'خود کی "تلاوت" کرلو

مندرجہ بالا یہ چند مصرعے موصوف کے انداز فکر کے عکاس ہیں اور درس "خودی" پر دال ہیں۔

ملائک کی جانب سے "سجدہء آدم" کا واقعہ خود واضح ثبوت ہے کہ کائینات کی ساری طاقتیں آدم کے آگے سرنگوں ہیں۔ چنانچہ اپنے آپ پر قائم رہنا "توحید" ہے اور اپنے آپ سے ہٹنا ••• کفر و شرک۔

یہی درس حضور اکرم ﷺ کی تعلیمات میں واضح ہے لیکن ان کی تعلیمات کو

Interpret کرنے کے "دعویدار" جو خیر سے دن میں پانچ مرتبہ صلوٰۃ قائم کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں... "خودی" اور "خدا" سے بے بہرہ ہیں اور اسی لئے ہر طرف سے ذلت وخواری کا شکار ہیں اور پامالی ان کا مقدر بن چکی ہے۔

آخر میں اقبالؒ کے چند اشعار کے ساتھ اس "صلصلِ حرامی" (حرمت والی آواز) کو "روک" لگانے کی کوشش کرتا ہوں۔

بہت سے لوگ یہ نہیں جانتے کہ "حرامی"... حُرمت سے مشتق ہے اور کہا گیا ہے کہ انسان کی تخلیق اس مادے سے ہوئی ہے جو اسکے "حرام مغز" (صلب) اور سینہ کے درمیان سے اچھلتا ہوا خارج ہوتا ہے۔

ترى خودی کے نگہبان نہیں تو کچھ بھی نہیں ☆ یہ ذکرِ نیم شبی یہ مراقبے یہ سرور

ایام کا مرکب نہیں راکب ہے قلندر ☆ مہر ومہ وانجم کا محاسب ہے قلندر

خاکی ہے مگر خاک سے آزاد ہے مومن ☆ افلاک سے ہے اسکی حریفانہ کشاکش

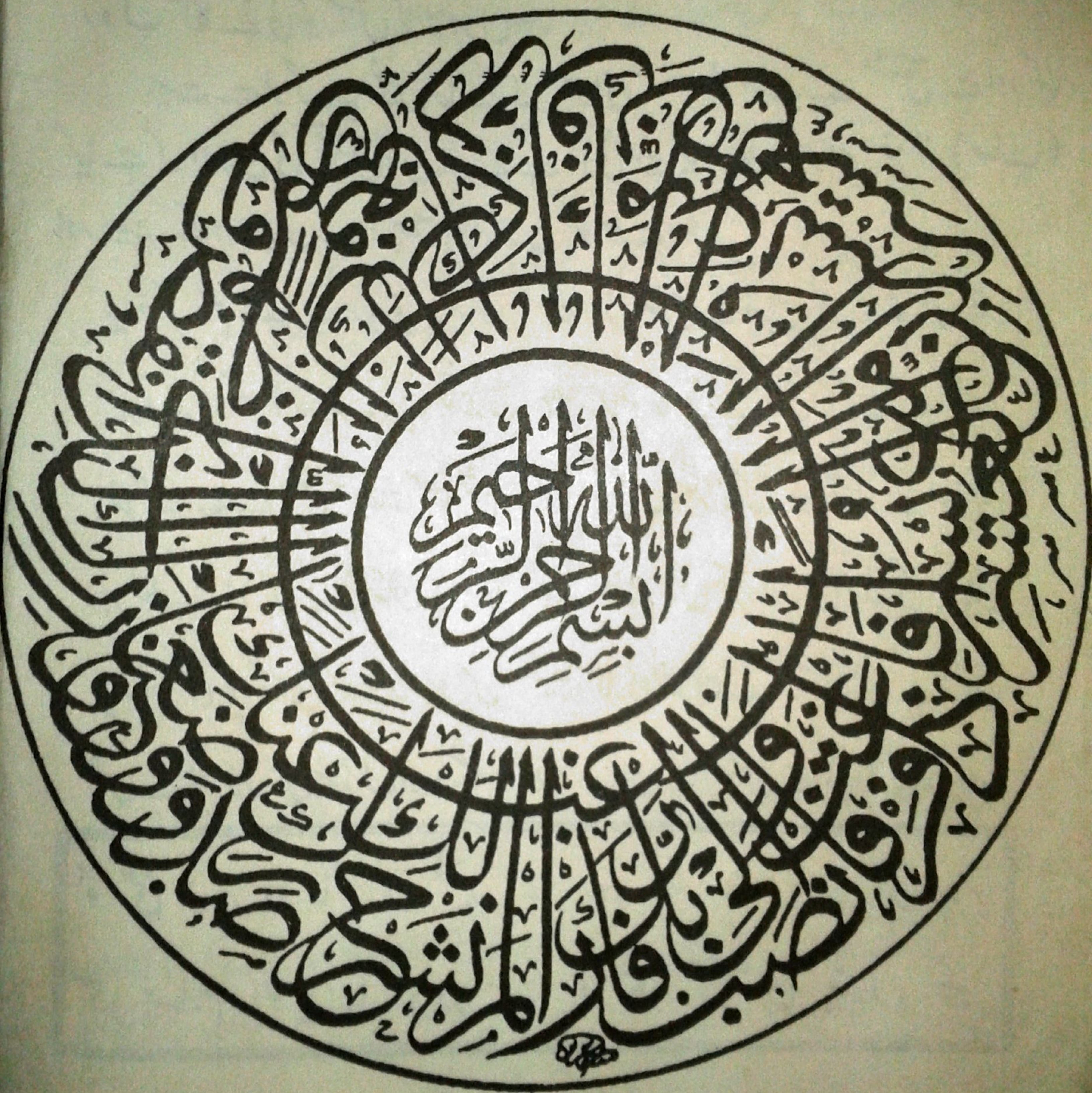
گفتار میں کردار میں اللہ کی برہان ☆ ہر لحظہ ہے مومن کی نئی شان نئی آن

قاری نظر آتا ہے حقیقت میں ہے قرآن ☆ یہ راز کسی کو نہیں معلوم کہ مومن

دریاؤں کے دل جس سے دہل جائیں وہ طوفان ☆ جس سے جگرِ لالہ میں ٹھنڈک ہو وہ شبنم

تُو غنی از ہر دو عالم مَن فقیر ☆ روزِ محشر عذر ہائے من پذیر
گر حسابم را تو بینی ناگزیر ☆ از نگاہِ مصطفیٰؐ پنہاں بگیر

(تحریر: صلصل حرامی)


بسم الله الرحمن الرحيم

کعبے کے شہر میں

ہر لمحہ خوشگوار ہے کعبہ کے شہر میں
یعنی سدا بہار ہے کعبہ کے شہر میں

اے حاجیو بتاؤ ذرا دل کی کیفیت
کیوں چشم اشکبار ہے کعبہ کے شہر میں

نوری تجلیات کا عالم نہ پوچھیئے
ہر ذرہ نُور بار ہے کعبہ کے شہر میں

سمجھاوں کس طرح سے دلِ بیقرار کو
چلنے کو بیقرار ہے کعبہ کے شہر میں

جو بھی گناہ گار گیا پاک ہوگیا
کیا شانِ کردگار ہے کعبہ کے شہر میں

آتی ہیں یہ صدائیں مدینے کے شہر سے
بخشش کا کاروبار ہے کعبہ کے شہر میں

دنیا کی فکر ہے نہ تو محشر کا خوف ہے
دیوانہ پن سوار ہے کعبہ کے شہر میں

رضواںؔ کی حد سے بڑھنے لگیں بیقراریاں
جسکی دوا قرار ہے کعبہ کے شہر میں

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر میں

کچھ بات ہے ضرور محمدؐ کے شہر میں
چھایا ہوا ہے نُور محمدؐ کے شہر میں

بخشش کی ہوتی رہتی ہے برسات رات و دن
رحمت کا ہے ظہور محمدؐ کے شہر میں

اس شہر کی ہوا نے ہمیں پاک کر دیا
سب دُھل گیئے قصور محمدؐ کے شہر میں

یہ شہر ایسا شہر ہے ہر شخص مست ہے
ہے بے پیئے سُرور محمدؐ کے شہر میں

وہم و گماں کے جتنے بھی پردے تھے اُٹھ گیئے
حاصل ہوا شعور محمدؐ کے شہر میں

جتنے تھے سر بلند وہ سب سر نگوں ہوئے
مٹنے لگا غرور محمدؐ کے شہر میں

رضواںؔ جو ساتھ ساتھ تھا مردود آپ کے
رہتا ہے دور دور محمدؐ کے شہر میں

نعت پاک حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

قسم ہے مُردہ پن کی ہم تھے مُردہ یارسولؐ اللہ
تمہارے زندہ پن سے ہم ہیں زندہ یارسولؐ اللہ

تمہارے در پہ آکر پھڑ پھڑا کر جان دے دیگا
نکل کر تن سے اک روحی پرندہ یارسولؐ اللہ

تمہارے فیض لاثانی نے اک ہلچل مچا ڈالا
کہ مولیٰ بن گیا ادنیٰ سا بندہ یارسولؐ اللہ

تمہارا نور رگ رگ میں تمہارا ذکر نس نس میں
تمہارا نام ہر عُضو پہ کندہ یا رسولؐ اللہ

تمہاری نسبتِ پاکیزہ سے اِس راز تک پہنچے
کہ راز اللہ کا ہے ادنیٰ بندہ یا رسولؐ اللہ

بظاہر حضرت آدمؑ تھے باطن میں تمہیں تو تھے
فرشتوں نے کیا جب ہی تو سجدہ یارسولؐ اللہ

عقائد پہ میرے دنیا مجھے جو چاہے کہنے دو
کہ رضواں ہے تمہارا خاص بندہ یارسولؐ اللہ

نعت پاک حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

دلِ مُضطر پہ کندہ نام ہے، کس کا؟ محمدؐ کا
جب ہی تو دل سے ہوتا ہے ادا کلمہ محمدؐ کا

محمدؐ کا ٹھکانہ ہے ہمارے خانۂ تن میں
ہمارا جسمِ خاکی بن گیا پردہ محمدؐ کا

جو مرضی ہے خدا کی، ہے وہی مرضی محمدؐ کی
جو منشاء ہے خدا کا، ہے وہی منشاء محمدؐ کا

عقیدہ اپنا اپنا ہے، محبت اپنی اپنی ہے
ہیں سب بندے خدا کے، ہے کوئی "بندہ" محمدؐ کا

نبیؐ کے جاں نثاروں کا یہی ایمان ہے رضواںؔ
جو ہے اللہ کا سجدہ، وہ ہے سجدہ محمدؐ کا



نعت پاک حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

خدا بے شکل تھا، لینی پڑی صورت محمدؐ کی
جو قدرت تھی خدا کی، بن گئی قدرت محمدؐ کی

زمین سے آسماں تک آسماں سے لامکاں تک ہے
کہیں چرچے محمدؐ کے، کہیں شہرت محمدؐ کی

حقیقت آیتِ "لولاک" کی سمجھیں تو کیا سمجھیں
خدا ہی جانتا ہے دوستو عزت محمدؐ کی

تصور میں، نظر میں، دل میں ہیں اک نور کے جلوے
محمدؐ کا کرم، حاصل ہوئی قربت محمدؐ کی

کلامُ اللہ ہے قرآن، لیکن میرا ایماں ہے
قرآن پاک کی ہر ایک آیت ہے محمدؐ کی

محمدؐ کے ہی جلوؤں سے سجا ہے گلشنِ عالم
سمجھ سکتے نہیں اندھے کبھی عظمت محمدؐ کی

زبانِ روح کو چسکا کچھ ایسا لگ گیا، ضواںؔ
ثناء کرتی ہی رہتی ہے سدا حضرت محمدؐ کی

منقبت حضرت غوث اعظم دستگیرؓ

یہ بندہ آپ کا ہے نسبتی یا غوث صمدانیؓ
اِسے "چشتی" کہو یا "قادری" یا غوث صمدانیؓ

غلامی آپ کے در کی حصارِ زندگی اپنی
نگہباں ہیں ہمارے آپ ہی یا غوث صمدانیؓ

اندھیری رات میں ہم ٹھوکریں کھاتے رہے برسوں
ملی نسبت سے ہم کو روشنی یا غوث صمدانیؓ

طفیلِ پیر اب ہم آپ کی قربت میں آپہنچے
نہیں اب زندگی بے بندگی یا غوث صمدانیؓ

مریدوں کے لئے ہے "لاتخف" کیوں ہچکچائیں ہم
یہ ساری مہربانی آپ کی یا غوث صمدانیؓ

زباں پر ہے یہ نعرہ: "المدد یا غوث آعظم" کا
سنورتی جارہی ہے زندگی یا غوث صمدانیؓ

وہ در جو مرکزِ توحید ہے کیا خاک ہم ڈرتے
اُسی در کی ملی ہے نوکری یا غوث صمدانیؓ

ہیں آپ ہی رہنما کس کے ہمارے دین ودنیا کے
نہ ہو اب حشر میں شرمندگی یا غوث صمدانیؓ

میرے سرکار "سرکاری" بنالو اپنے رضواںؔ کو
یہ بے چارہ ہے اب تک "خانگی" یا غوث صمدانیؓ

منقبت حضرت غوث اعظمؓ و حضرت خواجہ اجمیریؒ

نسبتوں کی خوشی دھن مڑی ہے' غوث و خواجہ کی نسبت بڑی ہے
دین و دنیا کی کس کو پڑی ہے' غوث و خواجہ کی نسبت بڑی ہے



اہلِ نسبت کا عالم نہ پوچھو' اِس مسرت کا عالم نہ پوچھو
رات و دن رحمتوں کی جھڑی ہے' غوث و خواجہ کی نسبت بڑی ہے



دونوں آنکھیں ہیں دونوں کا مسکن' دونوں آنکھوں سے دونوں کا درشن
دونوں ہاتھوں میں اک ہتھکڑی ہے' غوث و خواجہ کی نسبت بڑی ہے



فرش پر ہم نظر عرش پر ہے' غوث و خواجہ کی ہم پر نظر ہے
دیکھو نسبت کی کیسی کڑی ہے' غوث و خواجہ کی نسبت بڑی ہے



غوث و خواجہ کا در ایسا در ہے' غوث و خواجہ کی ہر دم گذر ہے
دیکھو قسمت کہاں پر لڑی ہے' غوث و خواجہ کی نسبت بڑی ہے



ہند و بغداد کے ہیں شہنشاہ' مشکلوں میں ہیں یہ اپنے ہمراہ
اِن کی نگرانی ہم پر کڑی ہے' غوث و خواجہ کی نسبت بڑی ہے



آج رضواںؔ یہ خوش قسمتی ہے' غوث و خواجہ کی محفل سجی ہے
ہو مبارک' مبارک گھڑی ہے' غوث و خواجہ کی نسبت بڑی ہے

منقبت حضرت غوث اعظمؒ و حضرت خواجہ اجمیریؒ

اے دلِ مضطرب غم نہ کر صبر کر، ساتھ خواجہ بھی ہیں غوث اعظم بھی ہیں
رات کا وقت ہے راستہ پُر خطر، ساتھ خواجہ بھی ہیں غوث اعظم بھی ہیں



بندگی کے لئے ایسی نسبت ملی، جس کی ہر اک کڑی عرش سے جا ملی
کتنے خوش بخت ہیں نسبتی راہبر، ساتھ خواجہ بھی ہیں غوث اعظم بھی ہیں



ہم پہ اللہ محمدؐ کا احسان ہے، اپنی نسبت ہی بخشش کا سامان ہے
مسکراتے گذر لائے میرے ہمسفر، ساتھ خواجہ بھی ہیں غوث اعظم بھی ہیں



سر پہ رَبُّ العُلیٰ، قلب میں مصطفیٰؐ، آگے پیچھے ہمارے ہیں کُل اولیاء
کیوں نہ ہو اب زباں پر یہ شام و سحر ساتھ خواجہ بھی ہیں غوث اعظم بھی ہیں



خوش نصیبی ہماری ذرا دیکھئے، کلمہء طیّبہ کی ضیاء دیکھئے
بزم والو کرو شکر آٹھوں پہر، ساتھ خواجہ بھی ہیں غوث اعظم بھی ہیں



اہل نسبت جو ہیں سب کا ایمان ہے، غوث و خواجہ کا ہم سب پہ احسان ہے
کیوں کہ دل مطمئن پُر سکوں ہے نظر، ساتھ خواجہ بھی ہیں غوث اعظم بھی ہیں



صرف اتنی ہے رضواںؔ حقیقت میری، ناز کرتی ہے نسبت پہ قسمت میری
خادمِ غوث و خواجہ ہوں کا ہے کا ڈر، ساتھ خواجہ بھی ہیں غوث اعظم بھی ہیں

آنا ہے نہ جانا ہے

خود اپنے کو پانا ہی' اللہ کو پانا ہے
توحید کی یہ دولت' گھر بیٹھے کمانا ہے

رُوٹھے کو منانے کو' قسمت کے بنانے کو
رندوں کو کہیں پر بھی آنا ہے نہ جانا ہے

اللہ کتابوں میں' ڈھونڈھے سے نہیں ملتا
اللہ کے رازوں کا' انسان خزانہ ہے

اک روحی پرندے نے' آکر یہ خبر دی ہے
اللہ و محمدؐ کا' نایاب فسانہ ہے

ساقی تیری نظروں سے' تقدیر بدل جائے
قسمت کے لکھے کو اب' تجھکو ہی مٹانا ہے

نسبت کے گھرانے کا' کیا راز کہوں زاہد
رُوحانی محلّہ ہے' نُورانی گھرانہ ہے

جنت ہی نہ راس آئی' دنیا ہی نہ راس آئی
اب آگے میاں رضواں کس جا پہ ٹھکانا ہے

خود پرست بن بیٹھے

ذکر کی طبیعت کو، فکر نے سنبھالا ہے
ذکر اک تجلی ہے، فکر اک اجالا ہے

دم کی کنجیاں ساقی، لا اِدھر حوالے کر
راز کے خزانے پر، عبدیت کا تالا ہے

جان و دل و ایماں کا، ذمہ دار وہ ہوگا
جس کے ہاتھ پر ہم نے، خود کو بیچ ڈالا ہے

ہم خدا پرستی میں، خود پرست بن بیٹھے
عینیت کے سانچے میں، غیریت کو ڈھالا ہے

کیا فلک پہ اڑتے ہو، خود کی سیر کر جاؤ
خود کے علم و عرفاں کا، راز ہی نرالا ہے

یہ لباس حاجی کا، کیوں سفید ہے رضواںؔ
یہ بھی سوچ کعبہ کا، کیوں غلاف کالا ہے



شرکت کے آئینے میں

تکمیلِ "مَن عَرَف" ہے، نسبت کے آئینے میں
اللہ دِکھ رہا ہے، صُورت کے آئینے میں

نسبت کی بانسری سے، آتی ہیں یہ صدائیں
بخشش کا ہے خلاصہ، رحمت کے آئینے میں

کیوں شِرک سے تُو زاہد، ہم کو ڈرا رہا ہے
لذت ہے وصلِ حق کی، شِرکت کے آئینے میں

لَاتَتَحَرَّکْ سے میں نے، بدعت کا راز پایا
بدعت ہے فرضِ اول، قدرت کے آئینے میں

دوزخ بھی گر ملے تو، ہم اُف نہ کر سکینگے
شکوہ نہیں ہے جائیز، قسمت کے آئینے میں

قسمت کے لکھنے والے، اتنا ذرا بتادے
میں کیا ہوں، کیا نہیں ہوں، وحدت کے آئینے میں

نیّت کو اپنی رضوآں، ہر دم درست رکھنا
اعمال گھٹ نہ جائیں، نیّت کے آئینے میں

ہم اُس کی ہیں صُورت والے

پیکرِ نُور ہیں اِخلاص و محبت والے
یہ وہی لوگ ہیں سرکارؐ کی نسبت والے

رہ کے کثرت میں' مزا لیتے ہیں توحید کا ہم
اپنی توحید کو کیا جانتے' کثرت والے

اے نکیرو ہمیں کیوں چھیڑتے ہو' غور کرو
جس کی صورت نہیں' ہم اُس کی ہیں صُورت والے

ساقیا ساغر و مینا پہ یہ مصرعہ لکھ دے
"ہم نکل آئے ہیں جنت سے' ہیں جنت والے"

معرفت والے شریعت پہ فِدا ہوتے ہیں
معرفت کو غلط کہتے ہیں شریعت والے

حشر کا غم نہیں انشاء اللہ ہم کو رضواںؔ
اپنی رحمت میں سمٹ لینگے وہ رحمت والے



ٹھوکر میں کائنات ہے

ہم عاصیوں کے ہاتھ میں ایسے بشر کا ہاتھ ہے
پاکیزہ جس کی ہر صفت' بے عیب جس کی ذات ہے

ویسے تو کچھ نہیں ہوں میں پھر بھی ہے یہ یقین میرا
اُن کا کرم جو ساتھ ہو ٹھوکر میں کائنات ہے

ساقی کی مہربانیاں ایسی ادا سکھا دیا
ایسی ادا پہ مرحبا جس میں میری نجات ہے

زندہ بھی رہ' فنا بھی ہو' جس میں بقا کا راز ہو
ایسی فنا پہ غور کر جس میں تیری حیات ہے

سجدے ہزاروں کرچکے' لاکھوں طواف کرچکے
اب آگے آگے جو بھی ہے' اُن کی نظر کی بات ہے

ساقی کی مہربانیاں رِندوں سے پوچھ لیجئے
ہر روز روزِ عید ہے' ہر شب شبِ براءت ہے

آدم میں دم ہے' دم میں ہم' ہم میں ہے کائینات ضَم
رضواں نظر میں دم کو رکھ' وہ دم کے ساتھ ساتھ ہے

جمعہ ہے حجِ اکبر ہے

بشر تو ہے، مگر "خیر البشرؐ" ہے، ذاتِ اطہر ہے
محمدؐ پیکرِ رَب ہے کہ یا یہ رَبِ پیکر ہے

ہے تن میں روح بھی، دل بھی ہے، جاں بھی، نفس بھی، دم بھی
بتاؤ اِن میں رَبُّ العالمین کا کونسا گھر ہے

حرم خانہ ہے، ماہِ ذُوالحجہ، احرام ہے تن پر
حرم میں دم نکلتا ہے، جمعہ ہے، حجِ اکبر ہے

جو آدم کی انگوٹھی میں نگینہ، "سنگِ اسود" تھا
سمجھ کر بوسہ لے پتھر کا، یہ پتھر وہ پتھر ہے

محبت میں کسی کی وقف ہو جانا ہے قربانی
یہی مقصد خدا کا ہے یہی شانِ پیغمبر ہے

مکاں میں لامکاں ہے، لامکاں میں ہے مکاں والا
یہ شانِ "من عرف" ہے، نعرۂ اللہ اکبر ہے

جو پردے میں ہے اُس کی کیا کریں تحقیق ہم رضواںؔ
خدا پردے سے باہر ہے، بشر پردے کے اندر ہے

نظر میں رکھ

قابل جو ہو نظر کے، اُسی کو نظر میں رکھ
کچرا سمٹ کے نہ پاکیزہ گھر میں رکھ

اللہ جس کو چاہا، سہاگن بنادیا
لمحہ بہ لمحہ چاہ کو، چاہت نگر میں رکھ

ایسا "سفر" کہ جسمیں کوئی ہمسفر نہ ہو
بن خود پرست، خود کو اک ایسے سفر میں رکھ

جو فرقہ "ناجیہ" ہے، وہی ہے نجات کا
خود میں جو ناجیہ کا ہے نکتہ، نظر میں رکھ

تنہائی اور قبر کا کونہ اندھیری شب
منظر یہ دیکھنا ہے، اسے چشم تر میں رکھ

خود کا خیال، خود کی طلب، خود کی جستجو
دولت یہ خاص اپنے ہی گھر کی ہے گھر میں رکھ

زاہد مزا جب ہی ہے کہ "مرنے سے پہلے مر"
مرنے کا جو بھی ڈھب ہے، اِسے اپنے سر میں رکھ

بدعت و کفر و شرک کو دل سے نکال پھینک
زہریلے ناگ سانپ ہیں، اِن کو نہ گھر میں رکھ

رضواںؔ اگر ہے دید کی خواہش تو یاد رکھ
جس کی نظر بلند ہو اُس کو نظر میں رکھ

رُوبرُو میرا صنم رہے

جب تک کہ تن میں جاں رہے، جاں میں دم رہے
لازم ہے پھر تُو عشق میں ثابت قدم رہے

کوئی رہے، رہے نہ رہے، اس کا غم نہیں
محشر میں میرے رُوبرُو میرا صنم رہے

اس کے سوا نہیں ہے کوئی اور آرزو
اَے ساقی ہم پہ بس تیری نظرِ کرم رہے

دل غیریت کی دُھول سے میلا نہ ہو سکا
کسطرح ٹوٹتا وضو جب ہم میں ہم رہے

ساقی کا ہاتھ ہاتھ میں تھامے رکھے ہیں ہم
تا حشر اپنے ہاتھ میں نسبت کا دم رہے

ویسے تو اُس کو چاہنے والے رہے بہت
عالم میں اپنے آپ کے شیدائی کم رہے

باطن بہ حق ہے رضواںؔ تو ظاہر بہ خلق ہے
دونوں کے درمیاں ہی میں ہم چہ گُنم رہے

پل میں جینا پڑا، پل میں مرنا پڑا

ہم سے مت پوچھئے عشق کی راہ میں کن مراحل سے ہمکو گذرنا پڑا
پل میں ہنسنا پڑا، پل میں رونا پڑا، پل میں جینا پڑا، پل میں مرنا پڑا



ابتداء سے تھے ہم خود سے بچھڑے ہوئے، اپنی قسمت کے ہاتھوں ہی بگڑے ہوئے
خیر گذری دِر مصطفیٰؐ کیا ملا، ایسے ساقی کے ہاتھوں سنورنا پڑا



ہم خودی سے محبت نہ کرتے کبھی، اپنا ایمان غارت نہ کرتے کبھی
کیا کریں خود کو پہچاننے کے لئے، معرفت کے کنویں میں اُترنا پڑا



عشق میں ایسے ہم کام کرتے رہے ہو کے بدنام پھر نام کرتے رہے
حشر تک جو فرشتے نہ کرپائینگے، ہم کو وہ کام دنیا میں کرنا پڑا



ایسی نسبت پہ کیوں نہ کریں نازِ ہم، خود سے ملنے کے سیکھے ہیں انداز ہم
مُطمیں دل ہُوا جبکہ رضواں میاں، ایسی نسبت کو تسلیم کرنا پڑا



اللہ رے اللہ

جن کے ٹھنڈے ہیں جذبات اللہ رے اللہ ○ کیسے سُدھرینگے حالات اللہ رے اللہ

کون ہے اپنا کون پرایا کچھ نہ سمجھ میں آیا ○ عبد و رب کا راز بتا کر مرشد نے سمجھایا

"جس کا اللہ اُس کے ساتھ" اللہ رے اللہ

دنیا میں لاکھوں عاشق ہیں عقل و خرد کے کچے ○ ایسوں سے کیا خاک کہیں گے ہیں جو عشق میں بچے

کڑوی لاگے میٹھی بات اللہ رے اللہ

اللہ کے بس تین صفت ہیں جاننا ہے تو جانو ○ تین صفت کو خود میں سمجھو، بھولو مت دیوانو

ورنہ سمجھو کھائے مات اللہ رے اللہ

ایسا مرشد، ایسا ساقی، اس پر صدقے جاؤ ○ لاکھوں میں اک آدھ ملے گا، ایسا مسیحا پاؤ

دُکھتی رگ پر ڈالے ہاتھ اللہ رے اللہ

اُن کے در کی نسبت ایسی، جو سمجھا وہ سمجھا ○ بگڑی بنانے جو بھی آیا، اُس کا ستارہ چمکا

اُس پر رحمت کی برسات اللہ رے اللہ

رضواں سب کی صورت دیکھو کیسی پیاری پیاری ○ ایسے مصور کے ہاتھوں تخلیق ہوئی ہے ہماری

جس کے دونوں سیدھے ہاتھ اللہ رے اللہ



بسم اللہ الرحمن الرحیم

نہیں دیکھا جاتا

مت کہو یار کا جلوہ نہیں دیکھا جاتا
غور سے دیکھئے "کیسا" نہیں دیکھا جاتا

"مَیں ہُوں اللہ کی صُورت میں" بجا ہے لیکن
جیسا کہ میں ہُوں "ویسا" نہیں دیکھا جاتا

غوطہ زن غوطہ لگاتے ہیں بلا خوف و خطر
کتنا گہرا ہے یہ دریا نہیں دیکھا جاتا

خانہ دل میں کسی کو بھی نہ رہنے دیجئے
گھر میں اللہ کے 'کچرا' نہیں دیکھا جاتا

اس طرح ہو گیا تحلیل خدا بندے میں
جیسے تحریر میں نکتہ نہیں دیکھا جاتا

ہم جو میخانے کے میکش ہیں وہاں پر رضواںؔ
شرک و بدعت کا تماشہ نہیں دیکھا جاتا



وقت تھوڑا ہے

عدم میں دامنِ مستی کو جب میں نے نچوڑا ہے
کہیں کثرت میں لا کے نفسِ امارّہ نے چھوڑا ہے

مُنذکَر اور موءنث دونوں سے روشن ہے گھر اپنا
خدا رکھے سلامت حشر تک کیا خوب جوڑا ہے

کبھی اُس پر، کبھی اِس پر، ابھی یاں تھا، ابھی واں ہے
کہاں تک روکتے ایمان کو، ایسا بھگوڑا ہے

فرشتے روز و شب آ کے یہ تاکید کرتے ہیں
جو کرنا ہے وہ جلد سے جلد کر لو وقت تھوڑا ہے

مسیحا ہو اگر کامل شِفا پائے مریض اب بھی
جسے ناسور کہتے ہیں تصوف ایسا پھوڑا ہے

سفر ملکِ عدم کا، سر پہ ہے اعمال کی گٹھری
علومِ باطنی کی زین ہے، نسبت کا گھوڑا ہے

میری نسبت کا بندھن اس قدر مضبوط ہے رضواںؔ
کئی رشتوں کو توڑا ہے، تو اک رشتے کو جوڑا ہے

سانچے میں ڈھل پڑا

ایمان میں شگاف، عمل میں خلل پڑا
پردے سے جب وہ نورِ مجسم نکل پڑا

آئی اجل تو دیکھ کے اک دم اُچھل پڑی
جس دم زباں سے میری "انا الحق" نکل پڑا

قربان ایسی شانِ کریمی کے جایئے
محشر میں رحمتوں کا سمندر اُبل پڑا

منزل کہاں کی، جستجو کیسی، کہاں کا عشق
جس سمت سے میں نکلا، اُسی سمت چل پڑا

یہ اپنے دہریانہ خیالوں کو دیکھ کر
ابلیس کو گھمنڈ تھا، وہ بھی اُچھل پڑا

گنجِ خفی میں عالمِ تنہائی سخت تھی
اس واسطے وہ خاک کے سانچے میں ڈھل پڑا

رضواںؔ نہ ہوگی ختم کبھی اپنی جستجو
اک نکتہ حل ہوا، نیا نکتہ نکل پڑا

اُن کا بول بالا ہے

میکشو نہ گھبراؤ' شغل اپنا اعلیٰ ہے
سامنے محمدؐ ہیں' پیچھے حق تعالیٰ

یہ اُنہی کی نظروں کا ادنیٰ سا کرشمہ ہے
کل جہاں اندھیرا تھا' اب وہاں اجالا ہے

کیوں نہ اپنی تربت میں پھوٹیں نُور کے چشمے
فکر نُور والی ہے' ذکر نُور والا ہے

ہنستے وہ گذر جائے' پُل صراط اُوپر سے
جس گلے میں نسبت کی موتیوں کا مالا ہے

رُوح و نفس کا رشتہ' ہم سے کیا بیاں ہو گا
ایک اللہ والی ہے' اک رسولؐ والا ہے

اُن کا راز ایسا ہے' کسطرح سے سمجھو گے
جُوں کسی کھنڈر گھر میں' مکڑیوں کا جالا ہے

بول سب اُنہی کے ہیں' اپنی ہے زباں رضواںؔ
آج سارے عالم میں اُن کا بول بالا ہے

اُن کی نسبت راس آئیگی

نہ دوزخ راس آئیگی' نہ جنت راس آئیگی
ہمیں تو مالک جنت کی قربت راس آئیگی

یہ کہکر ایک زاہد نے' میری صحبت میں آبیٹھا
"کہ اب شاید مجھے رندوں کی صحبت راس آئیگی"

ارادہ ہے تو اپنے نام سے آواز دو اُس کو
کہ شاید ایسا کرنے سے محبت راس آئیگی

نہ بکتا اُن کے ہاتھوں پر' نہ آتا بادہ خانے میں
سنا ہے حشر کے دن اُن کی نسبت راس آئیگی

خدا کا شُکر ہے خود کا پجاری بن گیا ہُوں مَیں
یقیناً اب مجھے "اپنی تلاوت" راس آئیگی

جما کر خود پہ نظریں سب سے نظریں پھیر لے رضواںؔ
کہ اب انشاءاللہ "خود کی زیارت" راس آئیگی



بڑی سرکار ہوتی ہے

محل وہ، جس کی ہر بنیاد پائیدار ہوتی ہے
تو اُس کا پختہ چھت، مضبوط ہر دیوار ہوتی ہے

زمیں زرخیز پیدا کر، سمجھ کر تخم ریزی کر
تو ایسے کھیت کی ہنگامہ پیداوار ہوتی ہے

یہ تن ہے شہر ربُ العالمیں کا، قدر کر اِس کی
کہ ایسے شہر کی ہر اک صفت خوددار ہوتی ہے

شہنشاہ نفس ہے، کیسے رسائی "نفس" تک ہوگی
بڑے اللہ والوں کی، بڑی سرکار ہوتی ہے

گِرے جنت سے اک لغزش میں، اب جنت میں کب جائیں
وہی لغزش یہاں پر ہم سے لاکھوں بار ہوتی ہے

تعلق عقل کا ہے بادشاہِ نفس سے رضواںؔ
حقیقت ہے کہ دانا عقل تعلقدار ہوتی ہے

دشمن کبھی کبھی

دِکھتا ہے صاف قلب کا درپن کبھی کبھی
ہو جاتا ہے حضور کا درشن کبھی کبھی

تحقیق کے فُنون کو ناکارہ مت سمجھ
مولیٰ بتا ہی دیتا ہے ہر فن کبھی کبھی

ابلیس کو بُرا نہ کہو اتنا سوچ لو
آتا ہے کام وقت پہ دشمن کبھی کبھی

ہنستا کبھی ہے روتا کبھی ہے کبھی خموش
چنچل دِکھائی دیتا ہے یہ من کبھی کبھی

وہ دن ہوا ہُوئے کہ پسینہ گلاب تھا
رہ رہ کے یاد آتا ہے بچپن کبھی کبھی

رضوانؔ میں روح و نفس کی تعریف کیا کروں
دونوں میں ہوتی رہتی ہے اَن بَن کبھی کبھی

بدنام نہ ہونا

رکھے ہو قدم عشق میں ناکام نہ ہونا
مرجانا مگر مُوردِ الزام نہ ہونا

تاکید ہے یہ مجھکو میرے پیرِ مُغاں کی
بد ہونا مگر عشق میں بدنام نہ ہونا

اک راز میرے سینے میں پہنچا کے وہ بولے
یہ خاص امانت ہے کہیں عام نہ ہونا

سجدوں کے عوض گر ملے جنت تو نہ لینگے
بے لوث پرستش کے ہمیں دام نہ ہونا

یہ عشق کی ضِد ہے کہ ہر اک پردہ اُٹھادو
ہے حُسن کا اِصرار کہ یہ کام نہ ہونا

دیدار کے متوالو ذرا غور سے سن لو
موسیٰ کی طرح دید کا انجام نہ ہونا

عُشاق کو یہ لازم و ملزوم ہے رضواںؔ
سب ہونا مگر طالبِ انعام نہ ہونا

حق کے جلوے ہیں ہر سُو اللہ رے اللہ
رگ رگ بولے "حق یا ھُو" اللہ رے اللہ

ذکر میں تیرے فکر میں تیرے ہر دم تُو تُو بولے
مَیں تُو کے ہیں لاکھ معمے کون اِسے اب کھولے
تُو ھے مَیں یا مَیں ھُوں تُو اللہ رے اللہ

اِلا اللہ کا میخانہ ہے کلمہ کا پیمانہ
پینے والا رندِ یہاں کا کہلائے مستانہ
ھے یہ عرفانی دارُو اللہ رے اللہ

تن پنجرے میں مِٹھو پیارا پِیّا کی رٹ لاگے
طوطا خود ہے مِٹھو پیارا پِیّا کس سے مانگے
کیسی غفلت کی ھے بُو اللہ رے اللہ

قرآں پڑھ کر خود کو جانو' سمجھو خود کی فضیلت
"بولتا قرآں" ہم خود ٹھیرے' خود کی کرلو تلاوت
خود میں حق کی ھے خوشبو اللہ رے اللہ

اللہ مجھکو تُو بولا' مَیں اللہ کو تُو بولا
اللہ مجھکو ھُو بولا' میں اللہ کو ھُو بولا
مَیں ھی میں ھُوں تُو ھی تُو اللہ رے اللہ

تُو پن غائب مَیں پن حاضر' اب کس کو تُو بولے
میں تُو کا ہے راز انوکھا اس کو رضواں کھولے
تُجھ میں مَیں ھوں' مُجھ میں تُو اللہ رے اللہ

خود کو سمجھ

جان "اِلّا اللہ" خود کو، اور "لا" خود کو سمجھ
عبد و رب کے درمیاں کا سلسلہ خود کو سمجھ

مردِ مومن ہے تو لے اپنی خودی کا جائزہ
بے وفا اب تک رہا، اب باوفا خود کو سمجھ

کلمہ گو تو سینکڑوں ہیں، کلمہ شو اک آدھ ہے
کلمہ پڑھ کر کلمہ بن، کلمہ نما خود کو سمجھ

خود کی ہستی دیکھ، خود کو دیکھ، خود کی شان دیکھ
ابتداء خود کو سمجھ اور انتہا خود کو سمجھ

خود سے ہٹ کر غیر کی تحقیق کرنا کُفر ہے
غیریت کو میٹ دل سے، پارسا خود کو سمجھ

بول کس کے، حکم کس کا، فعل کس کا، غور کر
ظاہر و باطن کا غافل مدعا خود کو سمجھ

عرش پر اللہ کو رکھ کر رہا تو فرش پر
عرش کا اور فرش کا یہ فاصلہ خود کو سمجھ

خاص نکتہ شُکر ہے، ہاتھ آگیا رضواںؔ میاں
خود کو اب بندہ سمجھ یا اب خدا خود کو سمجھ

مالک ہے ہفت افلاک کا

قیمتی ہوں کیا ہُوا اگر میں ہوں بندہ خاک کا
مر گیا ہاتھی تو پھر بھی ہے وہ سوَا لاکھ کا

نُور ہوں' نُوری ہوں' نُورانی ہوں' مرکز نُور ہے
نُور کھانا' نُور پینا' مشغلہ ہے خاک کا

حرفِ مُقطعہ کی ذرا تحقیق کر کے دیکھئے
تن کا ہر ٹکڑا ہے اک پارہ قرآنِ پاک کا

عارضی دنیا میں اپنا گھر نہیں تو غم نہیں
حشر میں مالک رہوں گا میں کئی اِملاک کا

ہے ہمارے دم سے شانِ کبریائی کا ظہور
سچ اگر پوچھو تو یہ صدقہ ہے سب "لولاک" کا

خاک کی عظمت زبان خاک سے سن لیجئے
خاک ہو کر بھی تو یہ مالک ہے ہفت افلاک کا

نُور اپنا نُور دکھلانے کو خاکی بن گیا
نُور خود محتاج تھا رضواں ہماری خاک کا

کڑوی بات ہے ساقی

سرِ محشر جو ہو گا بعد کی یہ بات ہے ساقی
مگر عزت تیرے رندوں کی تیرے ہاتھ ہے ساقی

خدا شاہد ہے تیرے ہاتھ پر جب سے بکے ہیں ہم
زمینِ قلب پر انوار کی برسات ہے ساقی

یَدُ اللّٰہ فَوقَ اَیدِیھِم کو کیسے غلط سمجھیں
کہ تیرا ہاتھ ہی اللہ نبیؐ کا ہاتھ ہے ساقی

کبھی پلّہ ہے بھاری مَیں کا اور بھاری کبھی ہے تُو کا
نہیں معلوم اِن دونوں میں کس کی مات ہے ساقی

ضرورت ہے ہمیں تیری، تیرے اللہ محمدؐ کی
ہماری مُٹھیوں میں یُوں تو کائنات ہے ساقی

نہ ہم کو خوف دنیا کا، نہ مرقد کا، نہ محشر کا
تیری نظرِ کرم جب سے ہمارے ساتھ ہے ساقی

صداقت کی دماغ و دل پہ بس اک چھاپ ہے رضواںؔ
مگر دنیا کی نظروں میں یہ کڑوی بات ہے ساقی

اللہ میاں کے ہاتھ

تھامے ہوئے ہیں مالکِ کون و مکاں کے ہاتھ
مسرور ہیں جو بِک گئے پیرِ مغاں کے ہاتھ

تخلیق سے ہماری چھپا راز کُھل گیا
دونوں بھی سیدھے ہاتھ ہیں اللہ میاں کے ہاتھ

کیا عرش، لامکاں سے پرے تک پہنچ گئے
کچھ اِس قدر دراز ہیں وہم و گماں کے ہاتھ

آمین کہتے رہتے ہیں جِن و ملک سبھی
اُٹھتے ہیں جب دعا کے لیے مئے کشوں کے ہاتھ

اللہ سے توقع، محمدؐ سے ہے یقین
تھامیں گے ہم کو حشر میں مرشد میاں کے ہاتھ

جسمیں نہ فوقیت ہو تو وہ ہاتھ کاٹ دو
کیا خاک ساتھ دینگے کسی ناتواں کے ہاتھ

رضواں کہوں گا کھا کے یدُ اللہ کی قسم
پیرِ مغاں کے ہاتھ ہیں اللہ میاں کے ہاتھ

زمیں پر اتر گئے

آدم و حوا خُلد میں وہ کام کر گئے
مارے حیاء کے دونوں زمیں پر اتر گئے

کیا جانے اپنے آپ سے کس دن وصال ہو
بچھڑے ہیں اپنے آپ سے' برسوں گذر گئے

وہ ہاتھ آئے ہیں نہ کبھی ہاتھ آئینگے
یُوں مثلِ پارہ سِّر زمیں پر بکھر گئے

سچ پوچھیئے تو اُن کی جھلک تھی زمین پر
ہم جن کو دیکھنے کے لیے عرش پر گئے

کم ظرف تھے' بہک کے بہکتے ہی رہ گیئے
جو اعلیٰ ظرف تھے' وہ بہک کر سنور گیئے

جب نُور حد سے بڑھ گیا خود نار ہو گیا
کیوں لوگ ذکرِ نارِ جہنم سے ڈر گئے

رضواںؔ خدا کا شکر ہے ایمان جم گیا'
آئے تو بے خبر تھے مگر باخبر گیئے

نظر آ گئی صورت تیری

میرے مولیٰ میرے عصیاں میں ہے طاقت تیری
تیرا منشاء ہے' تیرا حکم ہے' حکمت تیری

مَیں تو اک قطرہء ناچیز ہوں' میرا کیا ہے
میرے اعمال میں پوشیدہ ہے قدرت تیری

تیری صورت تیری آنکھوں سے رہی پوشیدہ
میری صورت سے نظر آ گئی صورت تیری

خدمتِ خلق میں اس واسطے سرگرم ہُوں مَیں
خدمتِ خلق کے پردے میں ہے خدمت تیری

تُو ہی مسجود ملایک تھا سراپا آدم
یا پھر آدم کو بنائی گئی تربت تیری

سامنے حق کے "اناالحق" کا میں جب ذکر کیا
ہنس کے قدرت نے کہا "واہ رے ہمت تیری"

جتنا گہرا ہے گناہوں کا سمندر رضواںؔ
اس سے بھی بڑھ کے ہے مولیٰ میرے رحمت تیری

خود اپنی تلاوت کرتے ہیں

میخانۂ طیبؐ کے میکش کچھ ایسی ریاضت کرتے ہیں
آئینہ تصور کا لیکر خود اپنی تلاوت کرتے ہیں

جو اُن کی نظر سے زندہ ہیں' جو اُن کی نظر کے صدقے میں
کب خوف جہنم رکھتے ہیں کب خواہشِ جنت کرتے ہیں

کہدو یہ زمانے والوں سے تہمت نہ اُٹھائیں رندوں پر
پیتے ہیں شراب اِلا اللہ تعظیم رسالتؐ کرتے ہیں

ہم لاکھ گناہیں کر کے بھی رحمت پہ یقین کامل ہے
جو ناز یہ میکش کرتے ہیں ساقی کی بدولت کرتے ہیں

سب جس کو محبت کہتے ہیں' ہم اُس کو محمدؐ کہتے ہیں
ہم جس سے محبت کرتے ہیں بے لوث محبت کرتے ہیں

ہم ایسے وجودی مکتب کے' ہم ایسے شہودی مسلک کے
بالغیب پہ ایماں رکھ کر بھی' ہم غیب کو ثابت کرتے ہیں

کانوں کی گواہی کافی ہے' کافی ہے شہادت آنکھوں کی
اب حشر کے دن سے کیا ڈرنا' تکمیل عبادت کرتے ہیں

کثرت کا تماشہ ہے ورنہ' وہ اور نہیں' ہم اور نہیں
پردے میں شریعت کے رضواںؔ اظہار حقیقت کرتے ہیں

اسی در سے رازِ خدا ملا

میری جستجو کا بھلا ہُوا' میری جستجو کا صِلہ ملا
جو صنم کی مجھکو تلاش تھی' وہ صنم خودی میں چھپا ملا

یہ ہی در تھا میرے نصیب کا' اسی در سے پایا سکونِ دل
اِسی در سے مجھکو انا ملی' اسی در سے اُس کا پتہ ملا

میرا پیر پیروں کا پیر ہے' میرا پیر شاہی فقیر ہے
جو طلب تھی میرے جنون کی مجھے اور اس سے سوا ملا

درِ پیر ہے درِ مصطفیٰؐ درِ مصطفیٰؐ ہے درِ خدا
اِسی در سے سمجھا رسولؐ کو اِسی در سے رازِ خدا ملا

بِنا آنکھ اُن کو جو دیکھ لے' بِنا عقل اُن کو جو جان لے
بے ثبوت اُن کو جو پالیا' اُسے دو جہاں کا صلہ ملا

بِنا کان اُن کی صدا کو سن' بنا نفس اُن کا خیال کر
جو نہ سمجھا ایسے رُموز کو' نہ خودی ملی نہ خدا ملا

نہ گلہ نہ شکوے کی حاجتیں' نہ کسی سے رضواںؔ شکایتیں
جو بھی ہونا تھا وہ ہُوا ہُوا' جو نصیب میں تھا ملا ملا

ادنیٰ ہوں نہ اعلیٰ ہوں

ظلمت سے نکل کر مَیں نسبت کو سنبھالا ہوں
کل تک تھا اندھیرے میں، اب خود میں اجالا ہوں

دھوتا ہوں دلوں کو مَیں پاکیزہ خیالوں سے
وحدت کے سمندر کا بہتا ہوا نالہ ہوں

نکتہ ہے میرا جامہ، تحریر میری صورت
زینت ہوں حدیثوں کی، قرآں کا حوالہ ہوں

عرفان کی بیٹھک ہے، تحقیق کی عینک ہے
ذکروں کی بلندی پر فکروں کو اُچھالا ہوں

کھولو تو نہ کھلنے کا، توڑو تو نہ ٹوٹے گا
قدرت کے خزانے کا مضبوط وہ تالا ہوں

تھی جس کی نظر جیسی ویسا وہ مجھے سمجھا
سچ پوچھو تو مَیں رضواں ادنیٰ ہوں نہ اعلیٰ ہوں

وہیں ہیں محمدؐ جہاں پر خدا ہے

اُسی گمشدہ کا پتہ چل گیا ہے' وہیں ہیں محمدؐ جہاں پر خدا ہے
یہ دونوں کے رہنے کی ایک ہی جگہ ہے' وہیں ہیں محمدؐ جہاں پر خدا ہے

خدا دیکھنا تو محمدؐ کو دیکھو' خدا پانا ہے تو محمدؐ کو پاؤ
خدا لا پتہ کا محمدؐ پتہ ہے' وہیں ہیں محمدؐ جہاں پر خدا ہے

خدا لا محمدؐ اِلٰہ کا پردہ' تو ہے رمز الا اللہ خلقت سے پیدا
سمجھ پڑھ کے کلمے کو' کر غور کیا ہے' وہیں ہیں محمدؐ جہاں پر خدا ہے

محمدؐ رسول خدا کا معمہ' مقدر سے جو اس کو سمجھا وہ سمجھا
معمّہ یہ کل بند تھا' اب ہی کھلا ہے' وہیں ہیں محمدؐ جہاں پر خدا ہے

محمدؐ کو سمجھے نہ سمجھے خدا کو' بھلا کیسے پائینگے یہ مدعا کو
کہ جن جن کے عقلوں پہ پردہ پڑا ہے وہیں ہیں محمدؐ جہاں پر خدا ہے

مَیں اک روز "لاحول والے" سے پوچھا' خدا اور محمدؐ کا کچھ راز بتلا
کہا تلملا کر یہ اُن کا پتہ ہے' وہیں ہیں محمدؐ جہاں پر خدا ہے

کہوں کیسے رضواںؔ میں راز حقیقت' زباں بند ہے اور احترام شریعت
"اَلاِنسانُ سِرِّیؔ" سے یہ گُر کھلا ہے' وہیں ہیں محمدؐ جہاں پر خدا ہے

چکر میں ہے

معرفت کا علم پڑھکر آدمی چکر میں ہے
دل کبھی چکر میں ہے اور دَم کبھی چکر میں ہے

ایسی اک نایاب چکر سے ہی بندے بن گئے
بندہ چکر میں ہے، اس کی بندگی چکر میں ہے

خلد میں غفلت سے آدم ایسی چکر کھا گئے
آج تک اولاد آدم بھی اُسی چکر میں ہے

زاہد و عابد، برہمن، پارسا، بدکار و بد
مطمئیں کوئی نہیں ہے ہر کوئی چکر میں ہے

ذکر روحی کیجئے یا ذکر قلبی کیجئے
روح بھی چکر میں ہے اور قلب بھی چکر میں ہے

ایک وہ مردود جس کو بندگی پر ناز تھا
پہلے بھی چکر میں تھا اور آج بھی چکر میں ہے

زہد و تقویٰ اک طرف، پیری مریدی اک طرف
حق کی اک چکر میں ہے، اک اپنی ہی چکر میں ہے

زندگی میں کِسطرح ملتا سکوں رضواں میاں
دین و دنیا کی ہوس میں زندگی چکر میں ہے

پارس بنانے کے لیئے

دُکھ سہے لاکھوں اُسے اپنا بنانے کے لیے
عمر ساری کٹ گئی اُس کو منانے کے لیے

بس ہے بخشش کے لیئے ایمان رتی بھر سہی
جیسے اک چنگاری بس ہے گھر جلانے کے لیے

کیوں نہ رہتے تن میں آدم، ابلیس واللہ نبیؐ
تھے ضروری چار کھم اک گھر بنانے کے لیئے

چار خُلفاء رہتے ہیں ہمراہ اپنے رات دن
کارخانہ زندگی کا چلانے کے لیئے

ہیں سبھی نورِ محمدؐ سے، محمدؐ سے نہیں
زندگی ساری کٹی یہ راز پانے کے لیے

ھُو کی بھٹی میں جلا کرتا ہُوں خاک ہو جاوں گا
ایک دن اپنی خودی پارس بنانے کے لیئے

جھوٹ سے رضواں بچو، یہ جھوٹ ایسی جھوٹ ہے
جھوٹ سو کہنا پڑا جھوٹ اک نبھانے کے لیے

سفر میں ہے

ہر دم ندائے "کن فیکون" بحر و بر میں ہے
نورِ رسولؐ پاک ازل سے سفر میں ہے

جس دن سے چھا گئے ہیں وہ عقل و نگاہ پر
کُل کائنات ہیچ ہماری نظر میں ہے

اللہ دل میں ذکرِ محمدؐ زبان پر
علم و عمل کی کشتی کہاں اب بھنور میں ہے

کوئی بُرا نظر نہیں آتا ہے آجکل
انسانیت کی روشنی قلب و نظر میں ہے

اس واسطے فرشتوں نے سجدہ کیا ہمیں
وہ شئے نہیں فرشتوں میں جو شئے بشر میں ہے

رضواںؔ یہ بزرگوں کے ہیں اقوال یاد رکھ
"اللہ گھر میں ہے، تو محمدؐ سفر میں ہے"



میرا یار سامنے ہے

میری ٹِکٹکی سلامت' میرا یار سامنے ہے
جو خزاں کا منہ نہ دیکھے وہ بہار سامنے ہے

مَیں ہُوں جاں نثار اُن پر' وہ ہیں جاں نثار مجھ پر
کیوں نہ جان نثار کردوں' جاں نثار سامنے ہے

کروں کس طرف میں سجدہ' میرے چو طرف ہے قبلہ
مَیں جدھر بھی سر جھکاؤں میرا یار سامنے ہے

وہی نار کا مجسم ہے ہزار جس پہ لعنت
نہ کیا جو ہم کو سجدہ' وہی نار سامنے ہے

کبھی عرش میرا مسکن' کبھی فرش میرا آنگن
کبھی جیت سامنے ہے کبھی ہار سامنے ہے

میرے آگے جنّتوں کا کبھی تذکرہ نہ کرنا
کہ فِدا ہے جس پہ جنت' وہ دیار سامنے ہے

میرا علم اُس جگہ پر مجھے لا کے چھوڑا رضواںؔ
نہ چڑھاؤ سامنے ہے' نہ اُتار سامنے ہے

کیوں ہمیں سجدہ ہوا

ہم بشر ہیں، شر ہے لازم، شَر ہُوا تو کیا ہُوا
اک "ظلوماً" اور "جہُولا" سے ہی شر پیدا ہوا

کیوں ظلوماً اور جھولا سے نوازا ہے ہمیں
ظالم و جاہل تھے ہم، پھر کیوں ہمیں سجدہ ہوا

مَیں ہُوں بندہ، آپ مولیٰ، اس سے ہٹ کر اور کچھ؟
آپ میرے کیا ہُوئے اور آپ کا مَیں کیا ہُوا

کیسے کرتا غیر کو سجدہ جو تھا وحدت پرست
وہ مُوحِد تھا تو پھر "مردود" وہ کیسا ہُوا

حکمِ قدرت کے بِنا جب پتّہ ہل سکتا نہیں
کیسے وہ مجرم بَنا اور کِسطرح رُسوا ہُوا

کچھ سمجھ میں آگیا اور کچھ نہ سمجھا آج تک
جو بھی سمجھا "لا" ہُوا اور جو نہ سمجھا "لا" ہوا

سب سے بہتر ہے یہی رضواںؔ میاں اب چُپ رہو
جس مرض میں مبتلا ہو تم وہ کب اچھا ہُوا

جنت بھی ملی اور حور بھی

اک شجر ایسا ہے جسمیں نار بھی ہے نُور بھی
اِس شجر کو پھول بھی، گندم بھی ہے، انگور بھی

میکشو سُن لو، کرو ساقی پہ تَن من دَھن نثار
میکدے کا، ہے یہ ہی قانون بھی، دستور بھی

دل سے کیسا ذکر کرنا، وسوسوں کا گھر ہے دل
کیا یقیں دل کا، یہ ہے مختار بھی، مجبور بھی

عقل کے اندھوں کو کیا ہے، کچھ نظر آتا نہیں
آنکھ والوں کے لیے موسیٰ بھی ہے اور طُور بھی

حور و جنت کی ہمیں خواہش نہیں مرنے کے بعد
زندگی میں ہم کو جنت بھی ملی اور حُور بھی

جسکا جتنا ظرف ہے، حاصل ہے اُتنا ہی اُسے
معرفت کا یہ کنواں خالی بھی ہے، بھرپُور بھی

ناپنے نکلا ہے رضواںؔ عبد و رب کا فاصلہ
سن ارے دیوانے وہ نزدیک بھی ہے، دور بھی

اللہ رے اللہ

اللہ شہ رگ میں ہے نُور ۰۰۰ اللہ رے اللہ
خود ہم شہ رگ سے ہیں دور ۰۰۰ اللہ رے اللہ

نُورِ نبیؐ سے عالم پائے سب چہرے نُورانی
نُورِ نبیؐ کے صدقے جاؤ مت کرنا حیرانی
سارا عالم نُورھی نور ۰۰۰ اللہ رے اللہ

کلمہ پڑھنا، کلمہ کھانا، کلمہ کو پی جانا
کلمہ سُننا، کلمہ پانا، کلمہ خود بن جانا
ھے یہ رندوں کا دستور ۰۰۰ اللہ رے اللہ

دوزخ میں ڈالے یا ہم کو وہ جنت میں ڈالے
اُن کی مرضی اپنی مرضی ایسے ہم دل والے
ہم کو دونوں بھی منظور ۰۰۰ اللہ رے اللہ

چاکی کے پاٹوں میں پھنس کر میانی کو مت کھوئے
میانی سے جو لاگے اُس کا بال نہ بیکا ہوئے
ورنہ ہونگے چِکنا چُور ۰۰۰ اللہ رے اللہ

تن میں دم ہے، دم میں جاں ہے، جاں میں من کا نکتہ
من مندر میں پُوجا کر لے من والا واں دِکھتا
کیسا وار ھے یہ بھرپور ۰۰۰ اللہ رے اللہ

لاکھ خودی کو جانے رضواںؔ پھر بھی کچھ نہ جانے
جیسے تھا پہچاننا حق کو ویسے کب پہچانے
آخر بندہ ھے مجبور ۰۰۰ اللہ رے اللہ

اللہ بند ہُوا بندے میں

زندہ رہتا ہے زندے میں — اللہ بند ہُوا بندے میں
لاکھوں پردے اک پردے میں — اللہ بند ہُوا بندے میں
سارا عالم ہے نُورانی — جس کی صورت ہے یزدانی
اس سے ہٹ کر سب نادانی — کلمہ آئینہ روحانی
غافل سب کچھ ھے کلمے میں ☆ اللہ بند ھُوا بندے میں

کرنا ہے تو مرشد کر لے — اپنی سانسوں میں دم بھر لے
غفلت مت کر جلدی کر لے — مرشد بتلائے سو کر لے
سارا راز چُھپا بندے میں ☆ اللہ بند ھوا بندے میں

سارا عالم ہے تحریری — ہے نکتے کی ہیرا پھیری
غفلت کیوں ہے تجھکو گھیری — دنیا تیری ہے نہ میری
مقصد ھے "ب" کے نکتے میں ☆ اللہ بند ھوا بندے میں

مندر مسجد اب کیا جانا — آنا جانا ، جانا آنا
یہ تو کھیل ہُوا بچکانا — مت دیوانہ بن اے دانا
کیا ڈھونڈ ھے گا تو مُردے میں ☆ اللہ بند ھوا بندے میں

اپنی ذات کو سجدہ کر لے — آگے چل کر پردہ کر لے
ہے تُو قطرہ دریا کر لے — ہر تحریر کو نکتہ کر لے
رضوانؔ دید ھُوی سجدے میں ☆ اللہ بند ھُوا بندے میں

پردے میں

سوز پردے میں ساز پردے میں
عبدیت کے ہیں راز پردے میں

خاص پردہ ہی جسم ہے شاید
ہے کوئی پاکباز پردے میں

بے نمازی نظر نہیں آتے
سب ہیں محوِ نماز پردے میں

پردے پردے میں ہوگئی معراج
ہم ہوئے سرفراز پردے میں

ہم ہیں ظاہر مگر پرکھتے ہیں
اُن کے راز و نیاز پردے میں

امتیازات پردے سے باہر
ختم سب امتیاز پردے میں

بک رہا ہے " اَنا اَنا " رضواںؔ
سارے سازوں کا ساز پردے میں

اللہ رے اللہ

عالم کلمہ کا اظہار اللہ رے اللہ سمجھا ہے تو دم مت مار اللہ رے اللہ

دم میں آدم ہم آدم میں، ہم میں عالم ضم ہے
ایسا ہے یہ راز نرالا جتنا سمجھو کم ہے
صمٌ بکمٌ ہو جا یار اللہ رے اللہ

اللہ کے ہاتھوں پر بِک کر اللہ ہی کو پانا
سوچ سمجھکر سودا کر کے سوداگر کہلانا
ھے یہ عرفانی بازار اللہ رے اللہ

دنیا جھوٹی ناطہ جھوٹا سارے رشتے جھوٹے
سب یہ کھلونے مٹی کے ہیں آخر اک دن ٹوٹے
پرنہ ٹوٹے دم کے تار اللہ رے اللہ

جتنے اس محفل میں بیٹھے سب کے سب نُورانی
نُورِ محمدؐ چھایا ہوا ہے سب چہرے یزدانی
ھے یہ نورانی دربار اللہ رے اللہ

اللہ کو جب ڈھونڈھنے نکلا اللہ والا پایا
اللہ والے کو پائے تو اللہ یہ فرمایا
مَیں تیرا تو میرا یار اللہ رے اللہ

دل کی نگری کے ہم مالک دل کی نگری ایسی
اس میں رضواں غیر کہاں ہے غیر کی ایسی تیسی
ہم ہی خادم ہم سرکار اللہ رے اللہ

آوازوں سے پہچانا

خدا کے کونسے گھر ہیں‘ یہ دروازوں سے پہچانا
خدا کہتے ہیں کس کو‘ مَیں نے اندازوں سے پہچانا

اُسے پہچاننے کیسے مراحل طئے کئے مَیں نے
کئی نخروں سے کچھ جانا‘ کئی نازوں سے پہچانا

ہر اک کی گفتگو سے طاقت پرواز سمجھا ہے
کہاں تک کس کی ہے پرواز پروازوں سے پہچانا

ہیں بندے راز اُس کے اور ہے وہ راز بندوں کا
کہ ایسے راز کو مَیں نے‘ کئی رازوں سے پہچانا

ملاتے ہیں ہر اک آواز میں آواز وہ اپنی
جو اُن کی خاص ہے آواز‘ آوازوں سے پہچانا

ہمارا جسم سازوں کا خزانہ بن گیا رضواںؔ
جو اُن کی سازِ انحد ہے انہی سازوں سے پہچانا

کوئی کچھ بولو کوئی کچھ بولو

مَیں اللہ نبیؐ کی دیوانی کوئی کچھ بولو کوئی کچھ بولو
ہُوں پکڑ کے دامن عرفانی کوئی کچھ بولو کوئی کچھ بولو

مَیں خفی سے تنہا نکلی ہوں، بس تلاشِ حق میں پگلی ہوں
ہے میرا ارادہ روحانی کوئی کچھ بولو کوئی کچھ بولو

اک حیاء کا مجھ پر گھونگھٹ ہے لا اِلٰہ میری پنگھٹ ہے
ہے دوپٹہ میرا نُورانی کوئی کچھ بولو کوئی کچھ بولو

ہر صفت ہے میری البیلی مَیں ازل سے ٹھیری شرمیلی
ہے میری حقیت لافانی کوئی کچھ بولو کوئی کچھ بولو

مَیں خودی کی دُھن میں رہتی ہوں مَیں اَنا کے ساغر پیتی ہوں
تب کہیں مَیں خود کو پہچانی کوئی کچھ بولو کوئی کچھ بولو

مَیں پلی اَنا کے نخروں سے مَیں الگ دوئی کے جھگڑوں سے
ہے آنکھوں میں سُرمہ رضوانی کوئی کچھ بولو کوئی کچھ بولو

سویرا ہوگا

ایک منزل کو کئی راہوں نے گھیرا ہوگا
غیر کی راہ سے آؤ گے تو پھیرا ہوگا

اب نہیں کل ہی سہی، کل نہیں پرسوں ہی سہی
اسی امید پہ بیٹھے ہیں سویرا ہوگا

اہل نسبت کو نہیں حشر کا غم اَے زاہد
سر پہ انشاء اللہ توحید کا ڈیرا ہوگا

حشر میں ڈھونڈھتی رہ جائے گی ساری خلقت
عرش کے سائے میں جب اپنا بسیرا ہوگا

شمع جب تک کہ اَنا کی نہیں روشن ہوگی
مَن کے مندر میں بہرحال اندھیرا ہوگا

وہ یہ کہتے ہوئے بخش ہی دے گا رضواںؔ
لاکھ بدکار سہی بندہ تو میرا ہوگا



ہے بڑا کرم میرے پیر کا

میرا پیر مجھکو خرید کر مجھے قید و بند سے چھڑا دیا
مَیں پرند بے پر و بال تھا مجھے پر لگا کے اُڑا دیا

وہ نماز کیسی نماز تھی جو خدا ادا کیا عرش پر
ہے بڑا کرم میرے پیر کا وہ نماز پڑھنا سکھا دیا

تیرا راز مَیں' میرا راز تُو' نہیں اب مجھے کوئی جستجو
دلِ مُضطرب ہُوا مطمئین چھپا راز جو تھا بتا دیا

شب و روز پیر کی دید ہے شب و روز رندوں کی عید ہے
میرا پیر عید کا چاند ہے مجھے دید بازی سکھا دیا

میرے تن میں دل' میرے دل میں جاں' میری جاں میں کون ہے کیا کہوں
کئی پردے وہم و گماں کے تھے وہ اُٹھا کے گو نگا بنا دیا

کہیں مَیں و تُو' کہیں ہاؤ ھُو' کہیں لا و اِلّا کے نقش تھے
میرا دل بنا دیا آئینہ وہ نقوش سارے مٹا دیا

درِ پیر ہے درِ مصطفیٰ ؐ درِ مصطفیٰ ؐ ہے درِ خدا
مجھے دیر و کعبہ سے کیا غرض' اسی در پہ سر کو جھکا دیا

میرا رہنما بھی عجیب ہے یہ تو رضواں اپنا نصیب ہے
جو نہ سن سکا وہ سنا دیا جو نہ دِکھ سکا وہ دکھا دیا

یہ سودا سر میں ہے

یار دل میں، شکل آنکھوں میں، تصور سر میں ہے
خوف کس کو حشر کا ہے، گھر کی دولت گھر میں ہے

وہ ہمیں چاہیں نہ چاہیں، ہم انھیں چاہیں ضرور
چاہنا فطرت ہماری ہے یہ سودا سر میں ہے

ویسے ہم عاشق نہیں ہیں اور نہ قابل عشق کے
کس لیے چرچا ہمارے عشق کا ہر گھر میں ہے

اس طرح ہے حضرت انساں میں پوشیدہ خدا
جیسے اک چنگاری پوشیدہ ہر اک پتھر میں ہے

سینکڑوں پیغمبروں میں یہ فضیلت تھی کہاں
جو فضیلت آج جیسی اپنے پیغمبرؐ میں ہے

یوں تو ہیں لاکھوں حسینانِ جہاں پیشِ نظر
پھر بھی دل اٹکا ہوا اک پیکرِ اطہر میں ہے

اپنی بخشش کا ہمیں رضواںؔ ذرا بھی غم نہیں
جبکہ بخشش کا اشارہ اُن کی ایک ٹھوکر میں ہے

من کے اندر

چشم باطن سے ذرا دیکھئے تن کے اندر
بس گیا نوری بدن' خاکی بدن کے اندر

ہاتھ آ ہی گیا آخر کو سُراغِ ہستی
مدتوں غرق رہا اپنے ہی من کے اندر

جامِ توحید اُٹھایا تھا کہ ہاتف نے کہا
دیکھ آئے نہ کہیں فرق چلن کے اندر

یاد غیروں کی بھی آتی ہے تو آجانے دو
کچرا کوڑا بھی تو رہتا ہے چمن کے اندر

لوگ یوں علم تصوّف سے لرز جاتے ہیں
جس طرح چاند لرزتا ہے گہن کے اندر

ایک لیلیٰ کے لیئے سینکڑوں مجنوں پیدا
بن کے دیوانے پھرا کرتے ہیں بن کے اندر

حُسن اور عشق پہ سو بار درود اور سلام
حوصلہ پختہ ہوا رنج و محن کے اندر

ایسی شرمندگی کیسی ہے جہاں سے رضوانؔ
منہ چھپائے ہوئے جاتے ہو کفن کے اندر

جو گرا تیری نظر سے

میرے پیر ایسی دولت ملی مجھکو تیرے در سے
میرا دل سکون پایا تیری چشمِ معتبر سے

تیری یاد دل میں رقصاں' تیرا دمبدم تصوّر
میری رُوح شادماں ہے تیری دید کے اثر سے

جو زمانے کی نظر سے گرا اُس کو تُو اُٹھایا
نہ اُٹھا سکا زمانہ جو گرا تیری نظر سے

جو سمندرِ خودی میں شب و روز تیرتا ہے
وہ چلے گا ہنستے ہنستے رہِ پُلصراط پر سے

میرے ساقی تُو سلامت' تیرا در رہے سلامت
کئی مُردے جی اٹھے ہیں' تیری گرمیِ نظر سے

جسے چاہے تُو بنائے جسے چاہے تُو بگاڑے
تیرے فیض کے وہ بادل تیرے حکم سے برسے

غم زندگی کو رضواںؔ اُسی در پہ وقف کردو
ہو جو عرش تک رسائی تمھیں جب بھی جو بھی در سے

حشر کے دن فیصلہ ہو گا

شب معراج کا منظر بھی کیا منظر رہا ہو گا
کہ نُورِ مصطفیٰ جب نُورِ حق میں ضم ہُوا ہو گا

یہ کہکر نکیران قبر واپس لوٹ جائینگے
کسی میخانہء طیّب کا رند پارسا ہو گا

اگر تُوبہ میری ٹُوٹی تو ہوں گے سینکڑوں ٹکڑے
قیامت میں ہر ایک ٹکڑے پہ نامِ کبریا ہو گا

میرے اعمالِ بد پر مسکرا کر بخش دیتے ہیں
کرم اُس جانِ من کا اس سے بڑھ کر اور کیا ہو گا

میرے اشعار پر تنقید کرنے والے یہ سوچیں
کہ ہر اک شعر میرا آگے چل کر رہنما ہو گا

مرینگے ہم تو ایسے مطمین ہو کر مریں گے ہم
نہ کوئی آرزو ہو گی نہ کوئی مُدعا ہو گا

نہ مَیں جنت کے قابل ہُوں نہ دوزخ میرے قابل ہے
مزا آجائیگا جب حشر کے دن فیصلہ ہو گا

یہ کہکر اُس نے میری سب خطائیں بخش دیں رضواں
میرا بندہ ہے رحمت کے بھروسے پر کر لیا ہو گا

حشر کے دن فیصلہ ہوگا

شب معراج کا منظر بھی کیا منظر رہا ہوگا
کہ نُورِ مصطفیٰ جب نُورِ حق میں ضم ہُوا ہوگا

یہ کہکر نکیران قبر واپس لوٹ جائینگے
کسی میخانہء طیّب کا رند پارسا ہوگا

اگر توبہ میری ٹُوٹی تو ہوں گے سینکڑوں ٹکڑے
قیامت میں ہر ایک ٹکڑے پہ نامِ کبریا ہوگا

میرے اعمالِ بد پر مسکرا کر بخش دیتے ہیں
کرم اُس جانِ من کا اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگا

میرے اشعار پر تنقید کرنے والے یہ سوچیں
کہ ہر اک شعر میرا آگے چل کر رہنما ہوگا

مرینگے ہم تو ایسے مطمین ہو کر مریں گے ہم
نہ کوئی آرزو ہوگی نہ کوئی مُدعا ہوگا

نہ مَیں جنت کے قابل ہُوں نہ دوزخ میرے قابل ہے
مزا آجائیگا جب حشر کے دن فیصلہ ہوگا

یہ کہکر اُس نے میری سب خطائیں بخش دیں رضواں
میرا بندہ ہے رحمت کے بھروسے کر لیا ہوگا

کدھر جا رہا ہوں میں

گندم کو کھا کے خلد میں پچھتا رہا ہوں مَیں
اپنے کیئے کی آپ سزا پا رہا ہوں مَیں

مدت سے ہوں سفر میں مگر جانتا نہیں
آیا ہوں کسطرف سے کدھر جا رہا ہوں مئِں

مجھکو بوقت امتحاں محشر میں یوں لگے
آئینہ آئینے کو ہی دکھلا رہا ہوں مَیں

ظاہر کا دعویٰ آپ کا سچ ہے' درست ہے
سب کچھ اگر تمہیں ہو تو پھر کیا رہا ہوں مَیں

وہ ذکر جس سے راز حیاتُ النبیؐ ملا
وہ ذکر مُستند ہے جو فرما رہا ہوں مَیں

پیدائیش کے وقت جو باطن میں ذکر تھا
للّحمد ہاں وہ ذکر ہی فرما رہا ہوں مئِں

کچھ لوگ کہہ رہے ہیں کہ رضواںؔ سنبھل گئے
کچھ لوگ کہہ رہے ہیں بہک جا رہا ہوں مَیں

ہم حق و صداقت والے ہیں

یہ پیر میرے اللہ والے اللہ کی رحمت والے ہیں
جو ہاتھ پہ ان کے بکتے ہیں ہر حال میں قسمت والے ہیں



چہروں پہ تجلی نورانی آنکھوں میں ہے مستی یزدانی
آ آ کے فرشتے تکتے ہیں ہم لوگ جو نسبت والے ہیں



ایسا ہے اثر اِس نسبت کا ممکن ہے کہ دوزخ بُجھ جائے
ہم عشقِ نبیؐ کے متوالے عرفان کی دولت والے ہیں



تعلیم ہماری ایسی ہے اللہ نبیؐ کے جیسی ہے
ایمان ہمارا سانچہ ہے ہم حق و صداقت والے ہیں



اب ایسے پیا پر کیا واریں بہتر ہے یہ ہی سجدہ کرلیں
عزت جو ملی اِن کے در سے حق یہ ہے کہ عظمت والے ہیں



ہے اللہ نبیؐ دل میں، من میں، قرآن پنہاں ہے اس تن میں
ماہر جو ہوئے ہیں اِس فن میں وہ خود کی تلاوت والے ہیں



خود کیا ہیں ذرا سوچو رضواںؔ خود کو تو ذرا سمجھو رضواںؔ
صُورت کو ذرا پرکھو رضواںؔ اللہ کی صورت والے ہیں

تصویر مکیں ہوگی

خدائی کی حقیقت ہم جہاں پر ہیں وہیں ہوگی
زمیں پر جیسی خلقت آسمانوں پر نہیں ہوگی

جو جاتا ہے کبھی وہ لوٹ کر واپس نہیں آتا
خدا جانے وہاں کی ایسی کیسی سرزمین ہوگی

جو اُن کے عشق میں مرمٹ گئیے ہیں سچے عاشق تھے
کہ بعدِ مرگ اُن کی لاش تربت میں نہیں ہوگی

بروزِ حشر یُوں لینگے مزا ہم اپنے سجدوں کا
جبیں یار سے پیوست جب اپنی جبیں ہوگی

مکانِ تن میں اپنے یُوں کئی نُورانی خانے ہیں
نہیں معلوم کس خانے میں تصویر مکیں ہوگی

رسول اللہ پر ایمان لانا شرط ہے رضواںؔ
وگرنہ یاد رکھو حشر میں بخشش نہیں ہوگی

ہے کی نئیں کی

خودی میں خدا اب نہاں ہے کی نئیں کی
تلاشی لو خود میں عیاں ہے کی نئیں کی

سنا ہے کہ وہ عرش پر جلوہ گر ہے
ذرا دیکھو جا کر وہاں ہے کی نئیں کی

ہر اک دم میرا امتحاں ہو رہا ہے
کہ اب حشر میں امتحاں ہے کی نئیں کی

تلاشِ خدا میں بشر ہاتھ آیا
حقیقت میں اللہ عیاں ہے کی نئیں کی

خدا لک ' محمدؐ ہزار ' ایک آدم
ہے یہ صُوفیوں کا بیاں ہے کی نئیں کی

چلو اپنے مرشد سے پوچھینگے چل کر
کریں حق کو ثابت یہاں ہے کی نئیں کی

چڑھاؤ نہ رضواںؔ کو اتنا چڑھاؤ
کرو غور سچ یہ بیاں ہے کی نئیں کی

مرشد کیا ہے امانت بول

مرشد کیا ہے امانت بول ہے یہ نکتہ بڑا انمول o مرشد کیا ہے امانت بول

کوئی کہا ایمان امانت o کوئی کہا احسان امانت
کوئی یہ سمجھا جان امانت o کوئی کہا پہچان امانت
بند گِرہ کو کھول o مرشد کیا ہے امانت بول

کوئی کہا کلمہ ہے امانت o کوئی کہا بندہ ہے امانت
کوئی کہا پردہ ہے امانت o تُو ہی بتا کیا کیا ہے امانت
بول مگر سچ بول o مرشد کیا ہے امانت بول

سمجھا ہے کوئی پیار امانت o کوئی کہا دیدار امانت
سنتا ہُوں دم کے تار امانت o کیسے اُٹھایا بار امانت
کتنا وزن ہے بول o مرشد کیا ہے امانت بول

کوئی کہا ہے دُور امانت o سمجھا کسی نے نُور امانت
کوئی کہا دستور امانت o فرض سے ہے بھرپور امانت
عقل کی آنکھیں کھول o مرشد کیا ہے امانت بول

رنگِ امانت کیا ہے بتلا o شکلِ امانت کیا ہے سمجھا
کیسی امانت ہے یہ دِکھلا o کون ہے خود میں اِس کو پرکھا
لَانبی ہے یا گول o مرشد کیا ہے امانت بول

علم تو کیا ایمان کی میرے ٥ عشق تو کیا پہچان کی میرے
رُوح تو کیا ہے جان کی میرے ٥ دیکھ ذرا عرفان کی میرے
خالی پڑا کشکول ٥ مرشد کیا ہے امانت بول

رازِ امانت خوب ہے رضواںؔ ٥ سب کے لیے مطلوب ہے رضواںؔ
فاش کریں معیوب ہے رضواں ٥ ہر اک کو محبوب ہے رضواں
مت کر ٹالم ٹول ٥ مرشد کیا ہے امانت بول

اگر غور کریں

جانِ جاں جسم کے اندر ہے اگر غور کریں
ایک کوزے میں سمندر ہے اگر غور کریں

نفسا نفسی کا نظر آتا عالم ہر سُو
جیسے اک حشر کا منظر ہے اگر غور کریں

حق کی پہچان یہیں ہو گی اِسی عالم میں
معرفت کا یہ ہی دفتر ہے اگر غور کریں

نفس کی قدر کریں نفس میں موجود ہے رب
ایک نایاب یہ گوہر ہے اگر غور کریں

ایک کو ایک پہ اللہ نے فضیلت دی ہے
اک سے اک اعلیٰ و برتر ہے اگر غور کریں

کتنے ناداں ہیں کہ ہم غیب کو "غائب" سمجھے
ہر بشر غیب کا پیکر ہے اگر غور کریں

عملِ خیر ذرا سوچ سمجھکر رضواںؔ
عملِ خیر میں بھی شر ہے اگر غور کریں

مول لیتے ہیں

جو اپنے والے ہیں ہم اُن سے کچھ بول لیتے ہیں
رسولؐ اللہ کی خاطر زباں کو کھول لیتے ہیں

غذا اپنی ہے پاکیزہ کہیں کنکر نہ آجائے
اَنا کے پانی میں اُنتَ کا سودا مول لیتے ہیں

نہ مطلب ہم کو کفر و شرک سے ہے اور نہ بدعت سے
ملے سودا جو طاقتور اُسے ہم مول لیتے ہیں

کبھی اہل نظر کے سامنے چالاک مت بننا
نظر والے نظر سے دیکھتے ہی تول لیتے ہیں

کچھ ایسے بھی ہیں ناداں تشنگی اپنی مٹانے کو
ہوس میں کنکریاں، مصری سمجھ کر گھول لیتے ہیں

یہ اُن کا حکم ہے باہر کے پَٹ سب بند کر رضواںؔ
اُنہی کے حکم سے اندر کے پَٹ ہم کھول لیتے ہیں



میرے سرکار آئینگے

بوقتِ امتحاں محشر میں جب میخوار آئینگے
سندِ بخشش کی لیکر خود میرے سرکار آئینگے

ہمارے مدرسے میں جو پڑھاتے ہیں دکھاتے ہیں
اگر خواہش ہے تو خود طالبِ دیدار آئینگے

اگر معلوم ہو جائے کہ کتنے سرپھرے ہیں ہم
فرشتے قبر میں دو کی بجائے چار آئینگے

سکونِ دل کی خواہش ہے تو میخانے میں آ بیٹھو
اسی بیٹھک میں بخشش کے نظر آثار آئینگے

اگر ہے ظرف تو راہِ محبت میں قدم رکھنا
کئی اک مرحلے اِس راہِ میں دشوار آئینگے

تصوّف کا یہ میخانہ شِفاخانہ بنا رضواںؔ
دوا جس کی نہیں ایسے یہاں بیمار آئینگے



ہم سب قدرت کی ہلچل اللہ رے اللہ
کیا پاؤ گے اِس کا حل اللہ رے اللہ

☆

کلمہ پڑھنا خوب ہے لیکن کلمہ کیا ہے بولو
کلمہ میں کلمہ کی کل ہے' پہلے اس کو کھولو
کلمہ بندے کی ہے تَل اللّٰہ رے اللّٰہ
ایک نمازی دوزخ جائے میکش جائے جنت
کلمہ پڑھ کر کافر ٹھیرے غافل مت کر غفلت
جیسی نیت ویساپھل اللّٰہ رے اللّٰہ
اللہ محمدؐ ابلیس' اِن تینوں کا ایک ہی مَٹ ہے
غور کریں تو اِن تینوں میں ہر پل اک کھٹ پٹ ہے
دل کعبہ ہے یا دنگل اللّٰہ رے اللّٰہ
نُورِ محمدؐ سے جگ روشن' نورِ خدا سے کیا ہے
کیسے بولوں پردہ ہے' پردہ ہے' بس پردہ ہے
ناممکن ہے اس کا حل اللّٰہ رے اللّٰہ
خود کو پاکر خود میں گلنا ہے یہ راز نرالا
کیسا پانا کیسا گلنا خودمیں دیکھو حوالہ
مرشد کہتا ہے پاگل اللّٰہ رے اللّٰہ
اتنا بولو رضواں بابا خود کو کیسے پانا
خود کو پانے کیا پڑھنا ہے ہم کو کچھ سمجھانا
دل کی بے چینی ہر پَل اللّٰہ رے اللّٰہ

گھر ہے نہ ٹھکانہ ہے

یہ اپنی محبت کا بس اتنا فسانہ ہے
ہم اُس کے دیوانے ہیں وہ اپنا دیوانہ ہے

اب اُس کو کہاں ڈھونڈھیں اب اُس کو کہاں پائیں
نہ نام ونشاں اُس کا گھر ہے نہ ٹھکانہ ہے

خلوت میں بھی رہ کر مَیں جلوت کے مزے لُوٹا
میرے لیئے ہر شب کا ہر لمحہ سہانہ ہے

میخانہ ءِ وحدت کا رکھتے ہیں کُھلا در ہم
وہ آئیں یہاں جن کو پی پی کے پچانا ہے

ہے راز بڑا گہرا مردود وہ کہلایا
سچ پوچھو تو سجدے کا حیلہ ہے بہانہ ہے

اک ایسے ہی مرکز پر لا چھوڑا مقدر نے
پل بھر کی نہیں فرصت آنا ہے نہ جانا ہے

ہر شعر میں رضواںؔ کے ہے روحِ اَنا برحق
مقصد ہے یہ ہی اپنا سوتوں کو جگانا ہے

بُو ہے نہ باس ہے

کوئی خدا شناس کوئی خود شناس ہے
اَعمالِ صالحہ کی سند کس کے پاس ہے

دوزخ کا خوف ہے نہ تو جنت کی آس ہے
اُن کی خوشی سے جو بھی عطا ہو مٹھاس ہے

دل بھی ہے، دم بھی، جان بھی ہے، روح و نفس بھی
سب کچھ فنا ہے بول تجھے کس پہ آس ہے

آدمؑ اُٹھا لیئے ہیں امانت، بجا مگر
کیا وہ امانت حضرۃ حواؑ کے پاس ہے

توحید کا تو دعویٰ بجا ہے مگر جناب
توحید کے درخت میں بُو ہے نہ باس ہے

چودہ طبق کا راز خودی میں تلاش کر
چسکا ہے معرفت کا اگر خود شناس ہے

شہہ رگ میں ہے یا دل میں ہے یا روح و نفس میں
رضواں یہ معرفت کا سبق ہے جو خاص ہے

گماں میں پایا

دل میں پایا نہ جان میں پایا
اُس کو وہم و گمان میں پایا

یہ نہ پوچھو کہ کس طرح، کیونکر
بے نشاں کو نشان میں پایا

پا کے کھوتا ہُوں کھو کے پاتا ہُوں
آن میں کھویا، آن میں پایا

لذتِ دید پائی آنکھوں نے
صَوتِ اَنحُد کو کان میں پایا

بات بنتی ہے 'بن کے آتی ہے
یہ کرشمہ' زبان میں پایا

دام بھی سستے' مال بھی اچھا
معرفت کی دوکان میں پایا

جب میں نکلا مکان سے رضواںؔ
خود کو مَیں لا مکان میں پایا

نکتہ ہاتھ آیا ہے

نہ ہرگز اُٹھ سکے گا ایسا پردہ ہاتھ آیا ہے
خدا کو ڈھونڈنے نکلا تھا بندہ ہاتھ آیا ہے

تلاشِ نکتہ میں تحریر سے بہلا لیا دل کو
نہ مقصد ہاتھ آیا ہے نہ نکتہ ہاتھ آیا ہے

یہ ہی دریا برنگِ شانِ قطرہ ہے سمجھ غافل
اگر قطرہ ملے تو سمجھو دریا ہاتھ آیا ہے

اگر اللہ دایاں ہے تو خود کو داہنا سمجھو
غلط ہو یا صحیح اک ایسا نکتہ ہاتھ آیا ہے

نہ حل ہو گا کبھی، شاید یہ حل ہو گا قیامت میں
صفات و ذات کا ایسا معمہ ہاتھ آیا ہے

اگر ہے دید کی خواہش تو سجدہ کیجئے رضواںؔ
زہے قسمت کہ ہم کو ایسا سجدہ ہاتھ آیا ہے

کون کس کا ساتھ دیا

نہ باپ دادا' نہ اللہ نبیؐ نے ساتھ دیا
بوقتِ بیع مرا مرشد ہی مجھکو ہاتھ دیا

یہ نکتہ ہے بڑا باریک غور کر اس پر
کہ "مَن عرَف" میں بتا کون کس کا ساتھ دیا

کچھ ایسے بھی ہیں دیا جن کو معرفت کی ضیاء
کچھ ایسے بھی ہیں جنہیں علم واہیات دیا

وہ ظرف دیکھ کے دیتا ہے دولتِ عرفاں
جو اعلیٰ ظرف ہیں اُن کو اہم نکات دیا

عجیب دین ہے اُس کی' سمجھ میں آ نہ سکی
وہ دینے والے کو ٹھوکر میں کائنات دیا

بناؤ "موت" کو اپنی "حیات" کا مرکز
کہ ہم کو ایسا حیاتُ النبیؐ حیات دیا

صفت کا عرش ہے "پروردگار عرش پہ ہے"
سمجھنے ہم کو وہ رضواں سبع صفات دیا

کوئی کچھ بولو کوئی کچھ بولو

ہر رند ہے خود کا دیوانہ' کوئی کچھ بولو کوئی کچھ بولو
توحید ہے اِن کی شاہانہ' کوئی کچھ بولو کوئی کچھ بولو

ہم اپنے ہی گھر میں رہتے ہیں' دن رات سفر میں رہتے ہیں
ہر سانس میں ہے آنا جانا' کوئی کچھ بولو کوئی کچھ بولو

یہ دیر و حرم کے دیوانے' یہ رمز انا کا کیا جانے
ہر فعل ہے ان کا بچکانہ کوئی کچھ بولو کوئی کچھ بولو

یہ دیر و حرم کی عظمت کو' ہم کیوں نہ لگائیں سینے سے
ہے شغل ہمارا رِندانہ' کوئی کچھ بولو کوئی کچھ بولو

شیطان کو سب دشمن سمجھے' لیکن وہ ہمارا ساتھی ہے
ہے اُس سے ہمارا یارانہ' کوئی کچھ بولو کوئی کچھ بولو

جو اپنی خودی کو جانا ہے اللہ کو وہ پہچانا ہے
یہ کام ہے بے شک مردانہ' کوئی کچھ بولو کوئی کچھ بولو

دل عرش خدا کا ہے رضواںؔ ہے اس میں مگر اپنی صورت
دل اپنا ہے آئینہ خانہ' کوئی کچھ بولو کوئی کچھ بولو

یارِ ہرجائی نہ ہو

سوچتا ہوں حق تعالیٰ کی یہ پرچھائیں نہ ہو
میری صورت، صورتِ حق میں کہیں آئی نہ ہو

حضرتِ آدمؑ کو سجدہ کیوں فرشتوں نے کیا
راز کی کچھ بات حق نے اِن کو سمجھائی نہ ہو

سوچتا ہوں خُلد میں کیسے رہوں، کیونکر رہوں
پھر کہیں لغزش نہ ہو، پھر میری رُسوائی نہ ہو

ذرے ذرے کو بھی اَے ناداں حقارت سے نہ دیکھ
کیا خبر ہر روپ میں وہ یارِ ہرجائی نہ ہو

بے نشاں، بے روپ، بے رنگی، یہ کس کی شان ہے
سوچیئے اپنی حقیقت کی یہ گہرائی نہ ہو

شکل اپنی مل نہیں سکتی کسی کی شکل سے
اللہ صاحب کی کہیں یہ شانِ یکتائی نہ ہو

رازِ مخفی کس طرح رضواںؔ کُھلے گا آپ پر
عشق میں جب تک کہ خود اپنی شناسائی نہ ہو

جدھر دیکھیں اُدھر حق ہے

دل و جاں حق ہے، روح و نفس حق، نورِ نظر حق ہے
یہ سب وہم و گماں حق، وسوسے حق، خیر و شر حق ہے

مِن اللہ خیر و شر حق، تعلیم خیر البشرؐ حق ہے
قسم خیر البشرؐ کی، یہ وجودِ بحر و بر حق ہے

نظر ناقص ہے جن کی، حق نظر آتا نہیں اُن کو
نظر جن کی ہے پاکیزہ جدھر دیکھیں اُدھر حق ہے

مجھے لینا پڑا ہے جائزہ تالو سے تلوے تک
خودی پر تب کہیں ایمان آیا جان کر حق ہے

بشر افضل، بشر اعلیٰ، بشر کامل، بشر ناقص
بشر کچھ بھی سہی لیکن، حقیقت میں بشر حق ہے

بجز حق کے، نظر کچھ بھی نہیں آتا ہمیں رضواںؔ
قسم ہے حق تعالیٰ کی، میرے پیشِ نظر حق ہے

اُدھر اور اِدھر اور

تخلیقِ مَلک اور ہے تخلیقِ بشر اور
ہے اُن کا چلن اور' تو ہے اِس کا سفر اور

ہے خاک کا پتلا یہ مگر مظہرِ حق ہے
دنیا کی نگاہوں میں یہ آتا ہے نظر اور

آنکھوں کی بناوٹ میں تُفاوت نہیں لیکن
زاہد کی نظر اور ہے' عارف کی نظر اور

دیکھو تو ملائیک ہیں اُدھر' ہے اِدھر آدم
اُس یار کا جلوہ ہے اُدھر اور' اِدھر اور

تسکینِ دل وجاں کے لیئے خود کی خبر رکھ
دیتی ہے حقیقت کا پتہ خود کی خبر اور

توحید کا بانی ہے تو یہ راز سمجھ لے
تصویر خدا اور ہے تصویر بشر اور

یہ زُہد' یہ تقویٰ تو بہت خوب ہے لیکن
رندوں کی بھی ہر روز ریاضت ہے مگر اور

کیا علمِ تصوّف کی حقیقت کہیں رضواںؔ
ہے اِس کا شجر اور' ثمر اور' اثر اور

ہم پہ دیا کرو

دَیا کرو جی سرکار ہم پر دَیا کرو

آپ کے در کے ہم ہیں پُجاری ○ آپ ہیں داتا ہم ہیں بھکاری

نظرِ کرم اک بار ہم پر دَیا کرو

دید کا شربت ہم کو پلادو ○ تشنہ لبی کو جڑ سے مٹادو

بیٹھے ہیں سب میخوار ہم پر دیا کرو

اُن کا ہے دامن ہاتھ ہمارے ○ شکل ہے اُن کی ساتھ ہمارے

جِن پہ فِدا گھربار ہم پر دیا کرو

در پہ تمہارے تکیہ لگائی ○ عرشِ بریں تک ہو گی رسائی

ٹوٹے نہ دم کے تار ہم پر دیا کرو

جب سے تمہارے در پہ جھکا سر ○ رازِ اَنا سے دل ہے معطر

کھلنے لگے اسرار ہم پر دیا کرو

اُن کی محبت جان ہے رضواںؔ ○ اپنا یہ ہی ایمان ہے رضواںؔ

کہتے رہو ہر بار ہم پر دیا کرو

کر تلاش تن کے ڈیرے میں

ہے اللہ نبیؐ سب تیرے میں ○ کر تلاش تن کے ڈیرے میں
جو تیرے میں ہے وہ میرے میں ○ کر تلاش تن کے ڈیرے میں

☆

کر کر کے عبادت کیا پایا ○ جب کچھ نہ ملا تو پچھتایا
یہ دیر و حرم کے پھیرے میں ○ کر تلاش تن کے ڈیرے میں

☆

ہے لا سے اِلٰہَ اِلا اللہ ○ ہے یہیں سے اپنی بسم اللہ
ہے تماشا "لا" کے گھیرے میں ○ کر تلاش تن کے ڈیرے میں

☆

کیوں بھٹک رہا ہے گھر گھر میں = وہ کہینگے تجھ سے محشر میں
مَیں چُھپا ہوا تھا تیرے میں ○ کر تلاش تن کے ڈیرے میں

☆

جو نَفس ہے تیرا امّارہ ○ عالم ہے اُسی کا فوّارہ
ہیں سبھی اسی کے گھیرے میں ○ کر تلاش تن کے ڈیرے میں

☆

رکھ چراغ دل میں وحدت کا ○ پھر دیکھ تماشہ قدرت کا
کیا ملے گا تجھکو اندھیرے میں ○ کر تلاش تن کے ڈیرے میں

☆

سب چھوڑ یہ ناداں نادانی ○ پی شراب پہلے رضوانی
آئیگا نظر سب تیرے میں ○ کر تلاش تن کے ڈیرے میں

☆

اک بار تو مل جا رضواںؔ سے ○ جو ملا ہوا ہے یزداں سے
وہ بتائے تجھ کو تیرے میں ○ کر تلاش تن کے ڈیرے میں

کہیئے نام کیا ہو گا

ہر اک صورت خدا کی ہے مگر یہ سوچنا ہو گا
بروز حشر کس کی شکل میں ظاہر خدا ہو گا

ہیں سب اللہ کے بندے تو "عبداللہ" سب ٹھیرے
تو پھر سرکارؐ کے والد کا کہیئے نام کیا ہو گا

یہ شانِ "لم یلد" برحق "ولم یولد" بھی برحق ہے
یہ شانِ مصطفیٰؐ ہے یا مقامِ کبریا ہو گا

ہمیشہ قائدہ ہے نام اچھا سوچ کر رکھنا
رسولؐ اللہ "اچھا" نام ہے' رکھنے سے کیا ہو گا

رسول اللہ بھی' اللہ بھی' ابلیس بھی' ہم بھی
کہو کس کی نفی کرنے سے انساں پارسا ہو گا

سمندر ذات ہے اور بُلبُلہ بن کر صفت اُبھری
جو پھوٹے بُلبُلہ تو ذات میں مل کر بقا ہو گا

نہ خود کو جاننا آیا' نہ حق پہچاننا آیا
یہیں یہ حال ہے تو حالِ بعدِ مرگ کیا ہو گا

تمہارا علم و عرفاں سن کے ناداں کہہ اُٹھے رضواںؔ
کہ پیغمبر تمہارا جیسے کوئی دوسرا ہو گا

بول تیرے کڑوے کسالے نکلے

اپنی مرضی سے نہ ہم خود کو سنبھالے نکلے
گنجِ مخفی سے ہمیں آپ نکالے نکلے

دونوں عالم میں نہ ہوگا کوئی ثانی اپنا
ساری مخلوق میں ہم سب سے نرالے نکلے

آپ کی چاہتوں کا حشر میں یہ راز کھلا
چند تھے آپ کے جو چاہنے والے نکلے

تیری پیشانی پہ سجدوں کے نشاں ہیں زاہد
گرمئِ عشق سے دل پر میرے چھالے نکلے

کوئی جنت میں کہاں جاتا ابھی سے اَے دوست
نکلے جنت سے تو ہم ڈال کے تالے نکلے

کیوں نہ حق جانتا مَیں خود کو حقیقت کی قسم
میرے حق ہونے کے قرآں میں حوالے نکلے

تیرے عرفان سے اللہ بچائے رضواںؔ
کہتے ہیں بول تیرے کڑوے کسالے نکلے

عرفان کی دولت دی ہے

جس نے انسان کو ترغیبِ جہالت دی ہے
ایسے ملعون کو اللہ نے شہرت دی ہے

جی میں جو آئے بدل لیتا ہے صُورت اپنی
ایسی کیسی اُسے اللہ نے قدرت دی ہے

ہم تو بدکار ہیں' جاہل ہیں' بُرے ہیں' بد ہیں
کس شرافت پہ ہمیں ایسی امانت دی ہے

کیا بڑا کام کیا اُس نے یہ جنت دے کر
ہم تو جنت کی جو مُنہ مانگے وہ قیمت دی ہے

ہم تو بے نام ونشاں تھے ہمیں حاجت ہی نہ تھی
کس کے مقصد کے لئے ہم کو خلافت دی ہے

کام کچھ تھا تو فرشتوں سے وہ کروالیتے
کیا خطا تھی جو ہماری ہمیں زحمت دی ہے

فعل تھا "پاک" ادا کرتے ہی "ناپاک" ہُوا
فرض کی آڑ میں تعلیم طہارت دی ہے

سب کی سنتا ہے' مزے لیتا ہے' چُپ رہتا ہے
جس کو اللہ نے عرفان کی دولت دی ہے

کچھ عجب طرح نوازے گئے ہم بھی رضواںؔ
دولتِ دیں پہ فقیرانہ طبیعت دی ہے

انسانی چکر ہے

یہ چکر عشق کی چکر عجب شیطانی چکر ہے
پتہ چلتا نہیں معشوق کا دیوانی چکر ہے

ہر اک فرقے میں بس کر میں نے اکثر آزمایا ہے
ہر اک کا ہے الگ ایمان یہ قرآنی چکر ہے

ہر اک شئی نور سے' شیطان کیوں ہے نار سے پیدا
یہ ہے ظلماتی چکر یا کہ یہ نورانی چکر ہے

امانت کیا ہے' کیسی ہے' کہاں ہے' کونسے رنگ میں
نہیں سمجھے تو یہ سمجھو کہ یہ رحمانی چکر ہے

امانت کو اٹھا کر حضرت آدم بنے جاہل
کہ سب آدم کی ہے اولاد یہ انسانی چکر ہے

کہیں ہے علم کی چکر' کہیں ایمان کی چکر
یونہی چلتی رہے گی حشر تک عرفانی چکر ہے

میری چکر کو سن کر خود وہ چکرا کر کہے رضواںؔ
مزے کی ہے یہ چکر کیوں کہ یہ رضوانی چکر ہے

چت بھی ہماری پٹ بھی ہماری

اپنی خودی کے ہم ہیں پجاری' چت بھی ہماری پٹ بھی ہماری
ایسے پجاری دوزخ پہ بھاری چت بھی ہماری پٹ بھی ہماری

☆

دونوں جہاں میں ہم سب سے اعلیٰ' قرآں میں دیکھو اس کا حوالہ
اللہ نبیؐ کی شکل ہماری' چت بھی ہماری پٹ بھی ہماری

☆

ہم راز اُس کے وہ راز اپنا' ہم اُس کے سپنے وہ اپنا سپنا
اب رنگ لائی قسمت ہماری' چت بھی ہماری پٹ بھی ہماری

☆

دوزخ میں جاکر آگ بجھائیں' جنت میں جاکر آگ لگائیں
ہم اِن کے مالک مرضی ہماری' چت بھی ہماری پٹ بھی ہماری

☆

اللہ نبیؐ پر ایمان اپنا' دوست بنا ہے شیطان اپنا
چھائی ہے ہم پر رحمت باری' چت بھی ہماری پٹ بھی ہماری

☆

اپنے سوا جب کوئی نہیں ہے "کوئی نہیں" پر اپنا یقیں ہے
ایسے "نہیں" پر تن من واری' چت بھی ہماری پٹ بھی ہماری

☆

خود ہی مصوّر' تصویر خود ہم' ہم خود ہی نکتہ' تحریر خود ہم
خود ہی نشانہ' خود ہی شکاری' چت بھی ہماری پٹ بھی ہماری

☆

کثرت میں بُو ہے وحدت کی رضواں' وحدت میں لذت وصلت کی رضواں
خلوت کدے میں بادِ بہاری' چت بھی ہماری پٹ بھی ہماری

پھنسایا کس نے

ابتداء خلد میں گندم کو وہ کھایا کس نے
کھانے کا ڈھب میرے دادا کو سکھایا کس نے

چھوڑیئے کوئی تو آدم کو بنایا ہوگا
یہ کہو حضرۃ حوّا کو بنایا کس نے

رُوح پھونکی گئی اور حکم ہوا سجدے کا
نفسِ امارہ کو کب لا کے بٹھایا کس نے

مَیں بُرا لاکھ سہی اور گنہگار سہی
سوچتا ہوں کہ مجھے اس میں پھنسایا کس نے

لوگ کہتے ہیں کہ شیطان ہی بہکاتا ہے
پوچھو شیطان کو بہکانا سکھایا کس نے

آدم و حوا کی کیا عمر تھی جب پیدا ہوئے
یہ سوالات میرے ذہن میں لایا کس نے

کون نمرود تھا، وہ آگ تھی کیسی رضواںؔ
محوِ حیرت ہوں کہ یہ دھوم مچایا کس نے

سمجھ میں آئیگا

علم اچھا ہو تو سب اچھا سمجھ میں آئیگا
علم ناقص ہو تو سب دھوکہ سمجھ میں آئیگا

ہم عیاں رہ کر بھی خود کو ہم نہ سمجھے آج تک
ہے خدا پوشیدہ چھوڑو کیا سمجھ میں آئیگا

خلق سب تحریر ہے' عالم کتابِ معرفت
غور کر تحریر پر' نکتہ سمجھ میں آئیگا

حشر میں سب صُورتِ حق میں رہینگے جلوہ گر
کسطرح اللہ کا چہرا سمجھ میں آئیگا

مسئلہ کچھ ہو مگر سمجھانے والا چاہیئے
ہر معمہ آئینہ جیسا سمجھ میں آئیگا

عقل کے اندھے مقامِ عقل کو سمجھے نہیں
کسطرح اندھوں کو آئینہ سمجھ میں آئیگا

جو کتاب معرفت کے درس سے واقف نہیں
معرفت کا علم اُن کو کیا سمجھ میں آئیگا

معرفت کا علم ہی رضواںؔ کچھ ایسا علم ہے
سیدھا سادھا ہے مگر اُلٹا سمجھ میں آئیگا

رحمت کو دیکھکر

کرتے نہ جرم حکم شریعت کو دیکھکر
نیت بدل گئی تیری رحمت کو دیکھکر

ہم اُن کو چاہتے ہیں، ہمیں چاہتے ہیں وہ
دنیا میں قدر ہوتی ہے، قیمت کو دیکھکر

لغزش اگر نہ ہوتی، تو کیا ہوتی خلد میں
تنہائی اور عالم قربت کو دیکھکر

اپنے شہود سے ہی خدائی کا ہے ظہور
ہم خود کو پوجتے ہیں حقیقت کو دیکھ کر

قربان کیوں نہ جاؤں مصوّر کے بار بار
جو مجھ پہ ہے فِدا، میری صُورت کو دیکھکر

اُس اک خطا پہ آج تک شرمندہ ہیں بہت
حاصل نہ ہوگی اب خوشی جنت کو دیکھکر

رضوآں خدا کے واسطے نیّت کو پاک رکھ
کہتے ہیں مولیٰ دیتا ہے نیّت کو دیکھکر

کچھ بھی نہیں

یہ سچ ہے حق سے محبت نہیں تو کچھ بھی نہیں
مگر رسولؐ سے نسبت نہیں تو کچھ بھی نہیں

پڑھو قرآن، سمجھکر پڑھو، ضرور پڑھو
مگر خودی کی تلاوت نہیں تو کچھ بھی نہیں

ازل میں سامنے ہم کو بٹھا کے حق نے کہا
تمہاری آج ضرورت نہیں تو کچھ بھی نہیں

یہی تو سوچ کہ خلقت کو اُس نے پیدا کیا
احد کی شان میں کثرت نہیں تو کچھ بھی نہیں

پکڑ لے پیر کا دامن ملائیگا حق سے
کہ اپنے پیر سے قربت نہیں تو کچھ بھی نہیں

ہمیشہ سامنے رکھ "مَن عَرفَ" کا آئینہ
محمدؐ اللہ کی صُورت نہیں تو کچھ بھی نہیں

ذرا سمجھ تو لو کیا ہیں رسولؐ کے معنی
اسی میں ساری حقیقت نہیں تو کچھ بھی نہیں

خدا کی شکل، محمدؐ کی شکل ہے رضواںؔ
یہ دونوں اپنی شباہت نہیں تو کچھ بھی نہیں

ہے رے میاں

سچ ہے شہہ رگ سے قریں اللہ میاں ہے رے میاں
تجھ میں یہ مادہ سمجھنے کا کہاں ہے رے میاں

غور کر اپنا پتہ تُو خود نہ پایا آج تک
صاف ظاہر ہے کہ تُو خود ہی نہاں ہے رے میاں

دیکھ "اَلانسانُ سِرِی" کہدیا ہے یار نے
راز تُو خود اور تُو ہی راز داں ہے رے میاں

ذکر کس کا، فکر کیسی، ایسی کیسی جستجو
آگ تُو، شعلہ ہے تُو، عالم دھواں ہے رے میاں

دونوں عالم اک معمہ ہے، اِسے حل کرکے دیکھ
یہ حقیقت ہے کہ یا وہم و گماں ہے رے میاں

دو کمانوں کا تھا "کیسا" فاصلہ معراج میں
واہ کتنا پیارا اندازِ بیاں ہے رے میاں

رات دن کیسی ہے یہ بکواس رضوانؔ چپ رہو
جان کر انجان رہنے میں اماں ہے رے میاں

سب پہ بھاری ہے

یہ وہ میخانہ ہے' ہر رند خود اپنا پجاری ہے
شراب معرفت اس میکدے کی سب پہ بھاری ہے

الٰہی' معرفت کے راستے کسطرح طئے ہوں گے
کٹھن ہے راستہ' لنگڑوں کی اندھوں پر سواری ہے

کریں مسجود کو سجدہ زمین پر ہو نشاں اُس کا
یہی وہ سجدہ ہے جو سینکڑوں سجدوں پہ بھاری

حضورِ حق میں کیا شیطان نے میری شکایت کی
سَمَن اللہ کی جانب سے میرے نام جاری ہے

محبت بھی ہو ان سے اور اُن کا خوف بھی دل میں
یہ دونوں کسطرح اک ساتھ ہوں گے فکر طاری ہے

ہر ایک کے پلّے پڑ سکتی نہیں تعلیم وحدت کی
کہیں میٹھی' کہیں پھیکی' کہیں کڑوی ہے' کھاری ہے

یہ رضواں ہے' بہت کچھ رکھ کے بھی کچھ بھی نہیں رکھتا
تو نگر کا تو نگر ہے' بھکاری کا بھکاری ہے

پردۂ اسرار ہیں ہم

اگر سچ ہے کہ شکلِ یار ہیں ہم
تو پھر کیوں طالب دیدار ہیں ہم

ہمیں سے رازِ باطن کُھل رہے ہیں
یقیناً پردۂ اسرار ہیں ہم

ہوئے ہیں طالب و مطلوب اک جا
اُسی یکجائی کا اَنبار ہیں ہم

عدم کیا ہے ذرا پوچھو یہ ہم سے
عدم کے رہنے والے یار ہیں ہم

خیالِ یار سے ہم کو غرض کیا
سراپا جب خیالِ یار ہیں ہم

ہمارا عین مسلک خود پرستی
حدودِ غیریت سے پار ہیں ہم

مکر کرنا ہمارا فن ہے رضواںؔ
گواہ قرآن ہے' مکار ہیں ہم

دربدر ہوں گے

یقیں ہے خلد میں اب لاکھوں گندم کے شجر ہوں گے
خطا ہر اک سے ہو گی اور سب زیروزبر ہوں گے

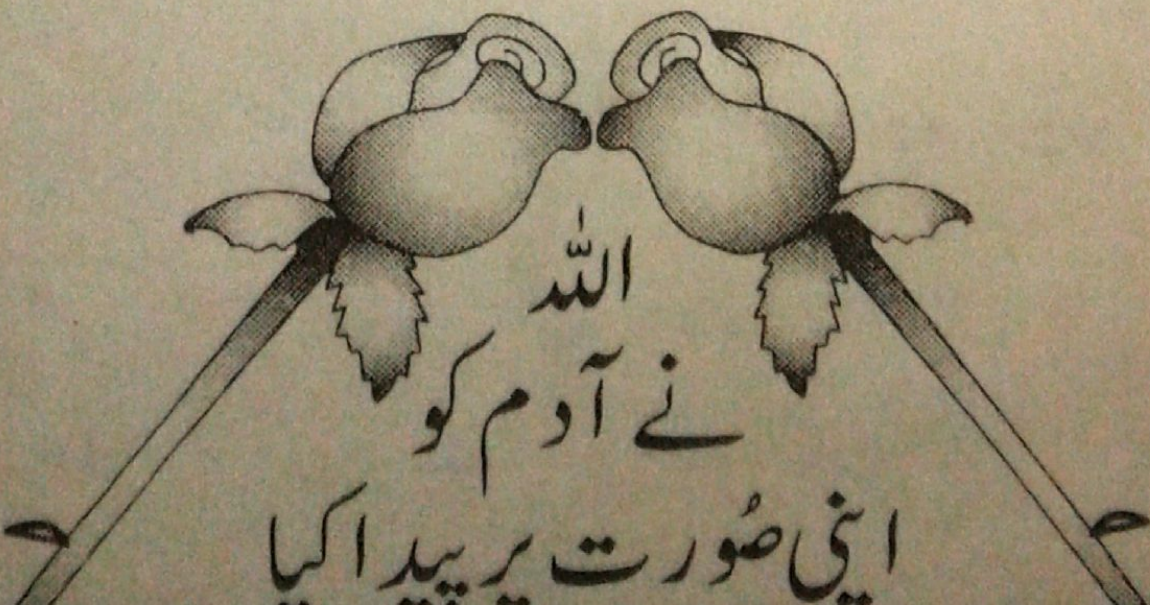
ہر اک کے ساتھ اک اک حُور ہو گی وَرغلانے کو
یقیناً لغزشیں بھی ہو نگی پھر سب دربدر ہوں گے

نہ جانے کس کی صورت میں خدا واں جلوہ گر ہو گا
کہ سب بندے خدا کی شکل میں واں جلوہ گر ہوں گے

خدا کی اور بشر کی ایک صورت ہے تو یہ سمجھو
خدا اُتنے ہی ہوں گے حشر میں جتنے بشر ہوں گے

یہ اکثر سوچ کر بے چاری دوزخ کانپتی ہو گی
جلاؤں کسطرح جو مظہرِ خیر البشرؐ ہوں گے

یقیناً حشر میں ہوں گے بہت شرمندہ وہ رضواں
کہ اس دنیا میں اپنے آپ سے جو بے خبر ہوں گے



نسبت کیسی ہوتی ہے

کسی عارف سے پوچھو اُن کی رحمت کیسی ہوتی ہے
یہی رحمت پلٹ جائے تو زحمت کیسی ہوتی ہے

یہ نسبت کا ہی صدقہ ہے کہ ہم موجود ہو بیٹھے
رہو خاموش' مت پوچھو کہ نسبت کیسی ہوتی ہے

ازل سے چل پڑا ہے سلسلہ اک شرک و بدعت کا
نہ پوچھو ہم سے کیا ہے شرک' بدعت کیسی ہوتی ہے

کہا کرتے ہیں سب ہی کھیل ہیں یہ سارے قدرت کے
کسی نے بھی نہیں سمجھا کہ قدرت کیسی ہوتی ہے

محبت رحمت اللعالمینؐ کی ہے اگر دل میں
خودی سے لَو لگا' پھر دیکھ رحمت کیسی ہوتی ہے

یہاں رہ کر وہاں کے خواب کیا دیکھا کریں زاہد
قیامت ہی میں دیکھینگے قیامت کیسی ہوتی ہے

یہاں آؤ ذرا بیٹھو سمجھ میں خود ہی آئیگا
جناب حضرتِ رضواں کی صحبت کیسی ہوتی ہے

مقام خیر و شر حق ہے

یہ سچ ہے ہر بشر کے سامنے آٹھوں پہر حق ہے
مگر حق اُس کو آتا ہے نظر، جس کی نظر حق ہے

نظر ناقص ہے جن کی، حق نظر اُن کو نہیں آتا
نظر جن کی ہے پاکیزہ جدھر دیکھیں اُدھر حق ہے

خدا بھی ہے محمدؐ بھی ہے اور ابلیس بھی حاضر
انہی تینوں سے روشن ہے مقام خیر و شر حق ہے

مسلماں ہو کہ کافر، بدعتی ہو یا کہ مشرک ہو
مِن اللہ خیر و شر ہیں، ایسا ہونا بھی تو بر حق ہے

تلاش حق میں نکلا تھا، لگی ٹھوکر، نِدا آئی
ارے غافل بھٹکتا کیوں ہے، خود پر رکھ نظر، حق ہے

تمہارے علم سے ایمان غارت ہو گیا رضواںؔ
کہ سننے والے سب اِس کو غلط سمجھے مگر حق ہے

سجدہ نہیں کرتے

"ھُو الظاہر" سے ظاہر ہے کہ وہ پردہ نہیں کرتے
مگر ہم ہیں سلیقے سے اُنھیں دیکھا نہیں کرتے

زمین و آسماں کا فرق ہے دونوں کے سجدوں میں
فرشتوں کی طرح بندے کبھی سجدہ نہیں کرتے

ہیں سجدے اُن کے بے لذت' ہیں سجدے اپنے بالذت
ہمارے خاص سجدے ہیں جو بے پردہ نہیں کرتے

دلوں میں بُغض و نفرت کیوں نہ پیدا ہوگی آپس میں
قرآں کو پڑھ تو لیتے ہیں' مگر سمجھا نہیں کرتے

قرآں ہے ایک لیکن ایک اک لفظ کے کئی معنیٰ
جو دانا ہیں کبھی معنوں میں وہ اُلجھا نہیں کرتے

جو ہونا تھا ہُوا اب تک' جو ہونا ہے وہی ہوگا
بروز حشر کیا ہوگا' یہ ہم سوچا نہیں کرتے

ہزاروں جُرم پر جنت کی کیوں ہے آرزو رضواںؔ
جو اندھے ہیں کبھی آئینہ وہ دیکھا نہیں کرتے

مسکراتا ہوا پھر رہا ہے

اُس کی جُراءت کے قربان جاؤ جس کی وحدت وریٰ الوریٰ ہے
طوقِ لعنت گلے میں پڑا ہے مسکراتا ہُوا پھر رہا ہے

☆

کون ہے کیا ہے سمجھے نہیں ہم' آج تک اُس کو دیکھے نہیں ہم
گو بظاہر ہے ابلیس لیکن کِس کو معلوم باطن میں کیا ہے

☆

حق تعالیٰ کے ہیں نام جتنے اُس کے جلوے ہیں دنیا میں اُتنے
کیسے اظہار اس کا کریں ہم حق نے خود اُس کا پردہ رکھا ہے

☆

حق تعالیٰ کی صورت ہے جیسی اُس کی صورت نہیں ہوگی ویسی
کیسے سمجھائیں یہ راز کیا ہے کس کی صورت میں پیدا ہُوا ہے

☆

ہم کو بہکانا ہے کام اُس کا نام مردود ہے نام اُس کا
اُس کو بہکانا کس نے سکھایا حکم سے کس کے بہکا رہا ہے

☆

اُس کے ہونے سے جگ جگمگایا راز اُس کا سمجھ میں نہ آیا
اُس کے ہونے سے ہلچل ہے ساری سب تماشے وہ دکھلا رہا ہے

☆

حق تعالیٰ کا ہے قول رضواںؔ حقِ کی ہے اُس پہ لاحول رضواںؔ
ہیں یہ لاحول کے بول رضواںؔ حق کی طاقت کو چمکا رہا ہے

پردہ بنادیا

بندھن میں بند ہو کے وہ بندہ بنادیا
خود کو چُھپانے بندے کو پردہ بنادیا

لینا تھا اُس کو لذتِ جذباتِ حُسن و عشق
اس واسطے رسولؐ کو منشاء بنادیا

مسجود زیر ہوگیا ساجد زَبَر ہُوا
مسجود بن کے خود مجھے ساجد بنا دیا

شکوہ کسی کا ہے نہ شکایت کی بات ہے
مرضی سے جسکو جیسا وہ چاہا بنادیا

کثرت کے کھیل دیکھئے کیا خوب کھیل ہیں
بیٹے کو باپ ' باپ کو بیٹا بنادیا

سانسوں کی راہ بند تھی' مرشد نے کھول کر
اک اُن کے آنے جانے کا رستہ بنادیا

رضواںؔ خود آپ اپنی تلاوت تو کیجئے
دونوں جہاں کا آپ کو نقشہ بنادیا

کشتی ہے نہ ساحل ہے

وجود حضرتِ آدم میں ایسا نُور داخل ہے
جبھی تو حضرت آدم قدمبوسی کے قابل ہے

یہ مانا آسمانوں پر فرشتے ہوں گے نورانی
مگر جو نور ہم میں ہے کہاں اِس کے مماثل ہے

حقیقت میں دل مومن اگر ہے عرش کے قابل
دلِ مسلم' دلِ کافر بتاؤ کس کے قابل ہے

دلوں سے کلمہ پڑھنے والوں کو مومن نہیں کہتے
جو کلمے کو سمجھتا ہے وہی مومن ہے' کامل ہے

خدا نے سارے عالم کو بنایا آئینہ خانہ
جو اِس عالم میں اندھے ہیں' اُنھیں کیا خاک حاصل ہے

عجب ہے حال وحدت کے سمندر کا سبحان اللہ
ہے انحد اِس کی گہرائی نہ کشتی ہے نہ ساحل ہے

وہی رضواں ہے جس کو جانتے ہیں جاننے والے
نہ عاقل ہے نہ کامل ہے' نہ ظالم ہے نہ جاہل ہے

اللہ "بندہ" کیوں نہیں

راز " اِلا اللہ " کا زاہد سمجھتا کیوں نہیں
ہے عیاں اللہ تُو اللہ "بندہ" کیوں نہیں

ہے مقام اعلیٰ الف کا یا ہے نقطہ کا مقام
سوچتا ہوں کلمہء طیب میں نقطہ کیوں نہیں

بندے کو کرنے سے اللہ کو پہنچتا ہے سلام
شیخ کو سجدہ کریں تو وہ پہنچتا کیوں نہیں

بھول بیٹھا ہے خودی کو ہائے رے نادانیاں
خود ہی قرآں ہے تلاوت خود کی کرتا کیوں نہیں

دیکھنے کا کچھ تو نظروں کو سلیقہ چاہیئے
خواہ مخواہ کہتے ہو بے پردہ ہے دِکھتا کیوں نہیں

راز جو کچھ تھا "ھُوالظاہر" سے ظاہر ہو گیا
خود ھُوالظاہر ہی باطن کا پردہ کیوں نہیں

غیب میں حق ہے تو سجدہ غیب کو جائز ہُوا
غیب میں ہم سب ہیں رضواں ہم کو سجدہ کیوں نہیں

آئے ہیں شر میں

اُسی کا تذکرہ ہے بحر و بر میں
ہُوا پیدا جو عبداللہ کے گھر میں

کئی پیغمبروں سے ہو کے گذرا
ازل سے نُورِ احمدؐ ہے سفر میں

اُسی نُورِ مجسم کا ہے صدقہ
خزانہ معرفت کا ہے بشر میں

بڑی ہو کیوں نہ عظمت چھوٹے دل کی
بڑا آکر بسا ہے چھوٹے گھر میں

کوئی ایک آدھ ہی مقبول ہوگا
کیئے ہیں لاکھوں سجدے عمر بھر میں

مَیں ایسی پردہ پوشی کے تصدق
نظر آتے نہیں رہ کر نظر میں

بیاں حق کا ہے اَلانسانُ سِری
خزانہ معرفت کا دیکھ سر میں

بشر ہیں کیوں نہ ہم میں بُوئے شر ہو
نکل کر خیر سے آئے ہیں شر میں

سنا ہے بزرگوں سے مَیں نے رضواں
خدا گھر میں محمدؐ ہیں سفر میں

توحید کی عظمت رکھتا ہوں

گو خاک کا پُتلا ہُوں لیکن، اکسیر کی قیمت رکھتا ہوں
اک صُورتِ قطرہ ہو کر بھی، دریا کی حقیقت رکھتا ہوں

کہتے ہیں خدائی سب جسکو، ہے میری خودی کا اک جلوہ
جس پر کہ خدائی ناز کرے، مَیں خود میں وہ قدرت رکھتا ہوں

مَیں ایسی شریعت کے صدقے، جو میرا حقیقی جامہ ہے
جسمیں ہوں تصوّف کے عقدے، مَیں ایسی شریعت رکھتا ہوں

مَیں آپ ہی اپنا شیدائی، مَیں اپنا آپ ہی ہوں عاشق
مَیں آپ ہی خود سے ملنے کی ہر وقت ارادت رکھتا ہوں

تن من میں اُجالا رہتا ہے ہیں عقل و خرد بھی نورانی
عاصی ہوں مگر اپنے دل میں توحید کی عظمت رکھتا ہوں

اعمال کی دولت دنیا میں کچھ لوگ جمع رکھے ہوں گے
اک مَیں ہوں جو اُن کا شیدائی ایمان کی دولت رکھتا ہوں

مَیں کچھ بھی نہیں لیکن رضواںؔ جو بھی ہوں اُنھیں کے صدقے میں
جو کچھ بھی مَیں رکھتا ہوں دل میں سب اُن کی بدولت رکھتا ہوں

سر پہ سوار ہے

سانسوں کا لین دین بھی کیا کاروبار ہے
یہ سودا آج نقد ہے اور کل اُدھار ہے

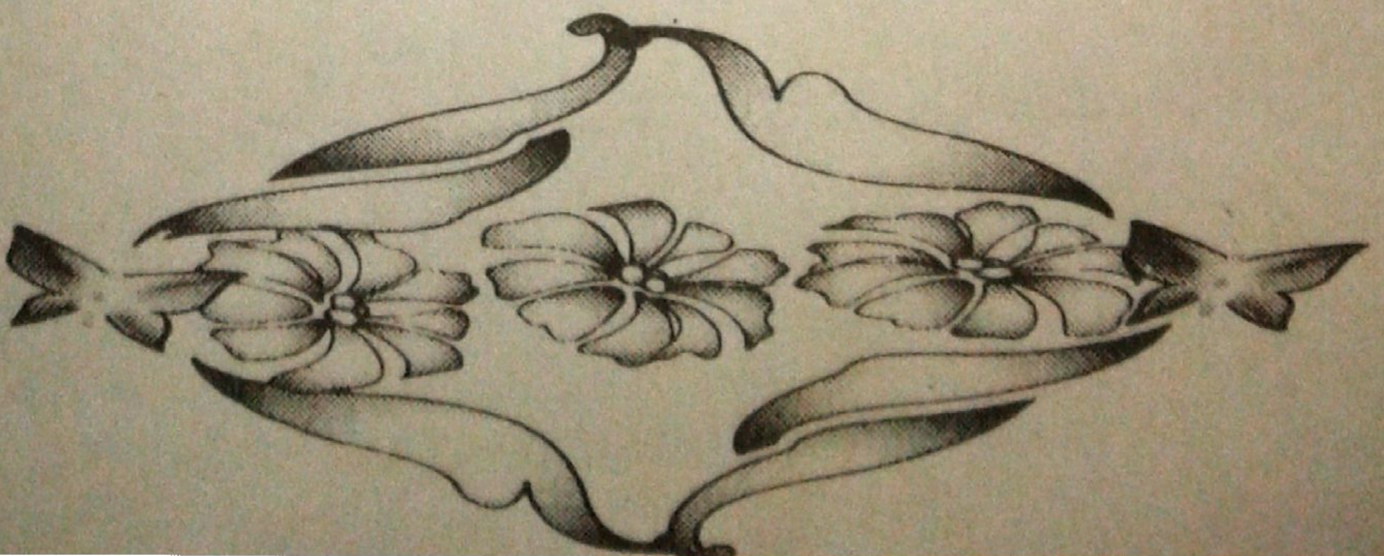
رُوح شاد، نفس مطمئین، دل کو قرار ہے
موسم ہمارے شہر کا کیا خوشگوار ہے

دل میں ہے یار اور زباں پر ہے ذکرِ یار
جس کو خزاں نہیں ہے یہ ایسی بہار ہے

لینے سہارا اُس کی میں اُنگلی پکڑ لیا
اُلٹا وہ آج میرے ہی سر پر سوار ہے

ہمشکل کوئی جب نہ ملا ہم سمجھ گیئے
ہر رنگ و روپ سے عیاں اظہارِ یار ہے

رضواں ہماری جیت نہ اب ہو گی عمر بھر
مرشد جو ہار ڈال کے بولا کہ ہار ہے



جس نے بھی دیکھا آپ کو

آپ وہ ہیں آج تک کوئی نہ سمجھا آپ کو
آپ کیسے ہیں، کسی نے بھی نہ دیکھا آپ کو

آپ کے مظہر کو سجدہ کیوں ہُوا، کیا بات تھی
سجدہ جائیز آپ کے مظہر کو ہے یا آپ کو

ہم ہمیں مسجودِ ملایک، آپ مسجودِ بشر
کیا تماشہ ہے، تماشہ ہے یہ زیبا آپ کو

ہے بیاں کس کا "ھُوالظاہر" ذرا بتلایئے
ہے اگر یہ سچ تو کب جائز ہے پردہ آپ کو

"مَن عَرَفَ" کے آئینے میں یہ سمجھ میں آگیا
آپ اپنے کو جو سمجھا ہے، وہ سمجھا آپ کو

مَاعَرَفَ حَقّ معرفَ سے یہ گُر کُھل گیا
اپنی نادانی سے ہم سمجھے ہیں کیا کیا آپ کو

آپ کو جو جو سمجھ بیٹھے ہیں گو نگے ہو گئے
بند آنکھیں ہو گئیں جس نے بھی دیکھا آپ کو

آپ میں مَیں، آپ مجھ میں، دو ملے رضواؔں ہوئے
اب کہو کس کو ہُوا، مجھکو کہ سجدہ آپ کو

بچ کر نکل گیا

اک ایسے دہریئے سے میرا دل مچل گیا
ایمان کفر و شرک سے بچ کر نکل گیا

زاہد یہ میرا علم تھا' تیرا تو کچھ نہ تھا
کیوں میرے اِس بیان سے تیرا دل دہل گیا

بتلایئے وہ کونسا گھر ہے' کہاں پہ ہے
جو آگ سے نہ جل سکا' پانی سے جل گیا

اچھا تھا یا بُرا تھا' من و تُو کا وہم تھا
بس دل میں ایک رہ گیا اور اک نکل گیا

پانی کا خود وجود ہے گرمی کی بھانپ سے
اُس کا ثبوت یہ کہ سمندر اُبل گیا

بے شکل تھا وہ خود کی ہی کثرت کو دیکھنے
لیکر وجود صُورتِ انساں میں ڈھل گیا

رضواں ہمارے اشک ندامت کو دیکھکر
دوزخ کی آگ بجھ گئی مقصد نکل گیا

سچ بات بھی گالی ہو گی

اُس کی بے صورتی تصویر سے خالی ہو گی
جو بھی تصویر بناؤ گے خیالی ہو گی

میری صورت سے نہیں ملتی کسی کی صورت
کونسے سانچہ میں صُورت میری ڈھالی ہو گی

کب تلک گھانس چبایا کریں اذکار کی ہم
اور کب تک کہ مقدر کی جُگالی ہو گی

موقع دیکھ کے ہم جھوٹ کی رکھتے ہیں سند
کیوں کہ کم ظرف کو سچ بات بھی گالی ہو گی

اس لئیے ساتھ وہ رہتے ہیں ہمارے ہر دم
دونوں ہاتھوں سے بجے گی تو وہ تالی ہو گی

کون کرتا ہے فرشتوں کی لکھائی پہ یقین
دستخط' نامہ اعمال پہ جعلی ہو گی

اُس نے یہ کہہ کے مجھے بخش دیا ہے رضواںؔ
چھوڑیئے خلد سے ٹوٹی ہوئی ڈالی ہو گی

دور بہت

نفس سے ہوگئیے قصور بہت
اِس میں ہوگا جلالی نور بہت

حق تعالیٰ اسی میں ہے شاید
جب ہی تو ہے اِسے غرور بہت

مانا شہہ رگ سے وہ قریب تو ہیں
ہیں مگر عقل سے وہ دور بہت

شرط یہ ہے شراب اصلی ہو
ایک قطرے میں ہے سُرور بہت

جو بھی پی کر پچالیا اِس کو
اُس کو حاصل ہوا شعور بہت

جھوٹی باتوں کو سچ سمجھ بیٹھے
سچ میں ہیں تلخیاں ضرور بہت

اللہ والے بھی آجکل رضوانؔ
مجھ سے رہتے ہیں دور دور بہت

چھوڑ کر مجھے

تحقیق میری لے کہ چلی ہے اُدھر مجھے
میرے ہی جلوے آنے لگے ہیں نظر مجھے

کیا جانے کیا سمجھ گئے مَیں کیا ہُوں کون ہوں
آ آ کے سب فرشتے گئے دیکھکر مجھے

تشدید اور جزم کو سمجھنے کے واسطے
ہونا پڑا ہے بار ہا زیر و زَبَر مجھے

جو لذتیں ہیں شر میں کہاں ہیں وہ خیر میں
اس واسطے بنایا گیا ہے "بشر" مجھے

خوشبو کی طرح چاروں طرف پھیل جاؤں گا
کیا یہ ضروری ہے ملے جنت میں گھر مجھے

وہ میری یاد ہوں نہ ہوں مَیں اُن کی یاد ہُوں
وہ یاد جائیگی کہاں اب چھوڑ کر مجھے

رضواںؔ کسی کا جب سے مَیں ہمشکل بن گیا
ہونے لگا ہے فخر میری شکل پر مجھے

شر دیکھیں

رُوبرُو حق ہے جلوہ گر دیکھیں
کس لیئے ہم اِدھر اُدھر دیکھیں

خود کہینگے یہ حق کی صورت ہے
گر مجھے صاحبِ نظر دیکھیں

عیب اَوروں کے ڈھونڈھنے والے
اک نظر خود پہ ڈال کر دیکھیں

مالکِ خیرو شر اگر حق ہے
کیوں پھر انجامِ خیرو شر دیکھیں

ذرے ذرے میں کون پنہاں ہے
ذرے ذرے کو چیر کر دیکھیں

اُس کو کیا دیکھیں عرش پر جاکر
عرش کو آؤ فرش پر دیکھیں

دیکھیں نظریں سنبھال کر رضواںؔ
شِرک ہے غیر کو اگر دیکھیں

محمدؐ کی اکائی ہے

خدا صابن ہے اور پانی خیالِ مصطفائی ہے
اپنی دونوں کے ذکروں سے تن و من میں صفائی ہے

اگر شیطان مجرم تھا تو اُس کو قید رکھنا تھا
یہ کیا انصاف ہے ہم قید ہیں' اُس کی رہائی ہے

وہی وحدت جو کروٹ لی تو آئی شان کثرت میں
اسی کثرت میں پوشیدہ محمدؐ کی اکائی ہے

خیالِ تُو کبھی رقصاں' خیالِ مَیں کبھی شاداں
یہ دو ہیں پہلواں' دونوں میں قوت آزمائی ہے

کتاب کلمہ طیب کی حد میں ہے وہی مومن
چراغِ "من عرف" کی جس کے دل میں روشنائی ہے

"نہیں ہے" کو جو "ہے" کہتا ہے' مشرک ہے حقیقت میں
جو "ہے پن" کی نفی کرتا ہے' کافر ہے' برائی ہے

نہیں ہے کو نہیں ہے اور ہے کو ہے کہو رضواںؔ
صداقت ہے' حقیقت ہے' تصوف ہے' سچائی ہے

سبق ہم کو اُلٹا پڑھایا گیا ہے

شراب اَنا چند قطرے پلا کر طریقت کے مکتب میں لایا گیا ہے
ہمیں آئینہ مَن عَرفَ کا دکھا کر سبق ہم کو اُلٹا پڑھایا گیا ہے

☆

کتاب خودی کی ہے تعریف اتنی کہ دونوں جہاں کی حقیقت ہے جتنی
نہ پڑھنا' نہ لکھنا' نہ کہنا' نہ سننا' ہمیں ایسا حافظ بنایا گیا ہے

☆

شریعت کے پردے میں نُورِ طریقت' طریقت کے پردے میں نُورِ حقیقت
حقیقت میں ہے معرفت کا خزانہ' جو دستِ "ید اللہ" میں پایا گیا ہے

☆

اَنا تھی' اَنا ہے' اَنا ہی رہے گی' ہر ایک شَے کو دعویٰ ہے اپنی اَنا کا
اَنا ہی کے صدقے میں عالم بنا ہے "اَنا" سے جہاں جگمگایا گیا ہے

☆

خزانہ جو پوشیدہ تھا ابتداء میں' محو ایسا تھا خود وہ اپنی اَنا میں
ہُوا جب ارادہ کہ پہچانا جاؤں تو خاکی بدن میں سمایا گیا ہے

☆

نہ پوچھو محبت میں کیا تلخیاں ہیں' نشانِ ملامت بنا کر وہ ہم کو
ستایا گیا ہے' مٹایا گیا ہے' ہنسایا گیا ہے' رُلایا گیا ہے

☆

عجب ہے تمہاری یہ تعلیم رضواںؔ خدا والے کرتے ہیں تسلیم رضواںؔ
تمہارا تصوف ہے ایسا تصوف' جو خوابِ عدم سے جگایا گیا ہے

کس کا ٹھکانہ ہے

حقیقت میں اگر مومن کا دل ہی عرش خانہ ہے
تو یہ سمجھائیے کافر کا دل کس کا ٹھکانہ ہے

یہ عالم اک کتابِ معرفت سے کم نہیں زاہد
نظر رکھ' پتہ پتہ معرفت کا اک خزانہ ہے

کوئی پوچھے کہ کون اللہ والا ہے تو کہہ دینا
سبھی اللہ والے ہیں' سبھی اُس کا ٹھکانہ ہے

قرآں کے تیس پارے ہیں' تو سُورے ایک سو چودہ
خودی میں ہے خلاصہ پڑھ' علومِ صُوفیانہ ہے

وہ ناکارہ ہیں جو اپنی خودی ناکارہ سمجھے ہیں
خودی کی قدر کر ناداں الٰہی کارخانہ ہے

بہت سمجھائیں اپنے آپ کو' پھر بھی نہیں سمجھا
الٰہی کس بلندی پر خودی کا آشیانہ ہے

خودی میں یوں خدا گھل مل گیا پہچان مشکل ہے
کہو رضواں میاں اب کس کو کھونا کس کو پانا ہے

بادۂ عرفان رکھتے ہیں

مسلماں ہیں وہی جو غیب پر ایمان رکھتے ہیں
وہ مومن ہیں جو اپنے آپ کی پہچان رکھتے ہیں

وہی ہم ہیں ہمارا عینِ مسلک صاف گوئی ہے
رسولؐ اللہ کا پیشِ نظر فرمان رکھتے ہیں

اگر ہم خلق کی خدمت نہیں کرتے تو کیا کرتے
ہمارے سر پہ وہ اتنا بڑا احسان رکھتے ہیں

بہ باطن کچھ جمع رکھے ہیں سامان بخشش کا
بہ ظاہر خود کو ہم یاں بے سر و سامان رکھتے ہیں

اُسی اک زندۂ جاوید کو احساس میں رکھ کر
زباں پر ذکر "کُل مَن علیہا فان" رکھتے ہیں

شراب "من عرف" سے دل کے آئینے کو دھو دھو کر
اسی آئینے میں ہم قد عرف کی شان رکھتے ہیں

عبادت اُن کی ناکارہ' دعائیں اُن کی لاحاصل
دلوں میں اپنے جو بھی بغض کا سامان رکھتے ہیں

بس اتنی مختصر تعریف اپنے میکدے کی ہے
سبوئے معرفت میں بادۂ عرفانِ رکھتے ہیں

ہمارا سینۂ عرفان جب سے شق ہوا رضواں
ہم اپنے دشمنوں کو اپنے گھر مہمان رکھتے ہیں

بول اُن کے ہیں زبان اپنی

سنا تو ہے نہ دلِ اپنا، نہ دم اپنا، نہ جاں اپنی
اگر "اپنی" نہیں تو "کس" کی ہے یہ داستاں اپنی

اگر غفلت میں کھل جائے حقیقت پر زباں اپنی
ملنگے کفر کے فتوے اُڑینگی دھجیاں اپنی

نہ یہ علیین کے قابل، نہ یہ سجین کے قابل
حضورِ حق میں جا ٹھہرے گی یہ روحِ رواں اپنی

سر اپنا پائے ساقی پر، زمیں پر زاہدوں کا سر
فضیلت ایسے سجدوں کی، کہاں اُن کی، کہاں اپنی

وسیلے سے ہمارے، اپنے وہ مقصد کو پاتے ہیں
وسیلہ کب غلط ہے بول اُن کے ہیں زبان اپنی

لگا کر دیکھ عینک رائیت ربی بر بی کی
نظر آئینگی ہر سُو غیر کی پرچھائیاں اپنی

سمجھ میں آگیا وہ اس لیئے پیدا کیئے ہم کو
کہ سننا چاہتے ہیں وہ ہر اک سے داستاں اپنی

کرم اللہ کا، صدقہ رسولؐ اللہ کا رضواںؔ
ضیعفی کے یہ عالم میں طبیعت ہے جواں اپنی

بندے کو چھپایا ہے

نکتہ یہ عجب ہم نے قرآن سے پایا ہے
انسان ہے بے سایہ اللہ کا سایہ ہے

ہر رُوپ سے ظاہر ہے، بے رُوپ ہے شان اُس کی
اک ایسے ستمگر سے دل ہم نے لگایا ہے

بے دست مصوّر کی کیا جانیں حقیقت ہم
وہ ہم کو بنایا ہے یا بن کے خود آیا ہے

اللہ زمین اوپر، بندہ ہے فلک نیچے
اُلٹا یہ سبق ہم کو، ساقی نے پڑھایا ہے

میخانہء طیّب کے ہیں یُوں تو کئی میکش
اک آدھ ہی میکش ہے، جو پی کے پچایا ہے

کسطرح بھلا خود کو پہچانتا یہ بندہ
اللہ عیاں ہو کر بندے کو چھپایا ہے

توحید کی لذت کو جانے تو وہی جانے
دریائے تصوف میں غوطے جو لگایا ہے

رضوانؔ تیرے عرفاں کی تعریف ہے بس اتنی
روتوں کو ہنسایا ہے، سوتوں کو جگایا ہے

رسوا نہیں کرتے

"ھُوالظاہر" کے آئینے میں وہ پردہ نہیں کرتے
مگر اندھے وہی ہیں جو اُنھیں دیکھا نہیں کرتے

یہ انساں اپنے ہاتھوں خود ذلالت مول لیتا ہے
وہ ہرگز اپنے بندوں کو کبھی رُسوا نہیں کرتے

اگر اللہ کو چاہو' ملو اللہ والوں سے
وہ بد بخت ہیں جو اہلُ اللہ کو سجدہ نہیں کرتے

اُنھیں تعلیم وحدت کی سمجھ میں آ نہیں سکتی
رسولؐ اللہ کے معنیٰ کو جو سمجھا نہیں کرتے

ہمیں آتا نہیں مایوس ہونا اُن کی رحمت سے
بروزِ حشر کیا ہوگا' یہ ہم سوچا نہیں کرتے

نظر کے رُوبرو آئینہ جب سے "من عرف" کا ہے
خدا کو بھی "خودی" سے ہٹ کے ہم دیکھا نہیں کرتے

یہ روز و شب تمہارا ذکرِ حق تو خوب ہے رضواں
مگر اپنی خودی میں خود کو کیوں پرکھا نہیں کرتے

مصیبت میں پڑ گئے

جنت میں حسن و عشق یُوں آپس میں لڑ گئے
ایسے گرے کہ دونوں زمیں پر بچھڑ گئے

"گندم" کو توڑتے ہی شجر سے لہو گرا
مارے حیاء کے جتنے تھے پتے وہ جھڑ گئے

شیطاں اگر نہ سجدہ کیا مجھکو غم نہیں
آ آ کے اُس کے بچے میرے پاؤں پڑ گئے

کس کو سنائیں عشق و محبت کی داستان
ہم کیا بتائیں کیسی مصیبت میں پڑ گئے

جھوٹوں کے کاروبار کا عالم نہ پوچھیئے
سچ بات میری سن کے وہ مجھ پر بگڑ گئے

اب "تُو نے" کا ذکر، نہ اب "مَیں نے" کی بات
اک راز کے شکنجے میں ہم یُوں جکڑ گئے

رضواں ہمارا علم کیا، اپنی بساط کیا
اِس معرفت میں اچھے سے اچھے اُکھڑ گئے

بنیاد اوپر ہے

سمجھ اس راز کو گر معرفت میں تُو جو ماہر ہے
خدا بیٹھا ہے چھپ کے جس عمارت میں' وہ اندر ہے

عمارت اُس کی ایسی ہے کہ نقشہ کھنچ نہیں سکتا
مگر اُس کی عمارت کی جو ہے بنیاد' اوپر ہے

توکل خانقاہی سے ہمیں نسبت ہے اے لوگو
ہے تکیہ لا اِلٰہ کا' تو الا اللہ کا بستر ہے

بھلا کس طرح ڈھونڈھیں ابلیس واللہ محمد ﷺ کو
تن خاکی میں اپنے ابتداء سے نور بھر کر ہے

اگر کچھ موقع ہاتھ آئے تو پوچھینگے محشر میں
کہ کس کا حکم' کس کا فعل تھا' الزام کس پر ہے

حدیث ما عرفنا کا' حدیث من راءنی کا
سمجھ میں آگیا نکتہ تو یہ سمجھو مقدر ہے

کسی کا عشق ایسا ناک میں دم کر دیا رضواں
نہ دن میں ہے سکوں دم بھر' نہ شب کو چین پل بھر ہے

آدم کا انتخاب ہُوا

نکل کے گنجِ خفی سے وہ بے نقاب ہُوا
مگر وہ اپنی ہی ہستی کا خود حجاب ہُوا

یہ نکتہ ہاتھ لگا مَن عرفَ کی وادی میں
کہ میرا علم ہی میرے لیئے حجاب ہُوا

یہ مانا اُس کے مماثل کوئی نہیں تھا مگر
بجز بشر کے وہ ہر گز نہ کامیاب ہُوا

دراصل اُس کی ہی صورت کو دیکھنا تھا اُسے
جب ہی تو حضرت آدم کا انتخاب ہُوا

خودی کو جانتے نہ تھے تو اک عذاب تھا وہ
خودی کو جاننا بھی اک نیا عذاب ہُوا

اَنا کی دھوپ میں گرمی ہے حق تعالیٰ کی
جو اپنے آپ کو پایا' وہ کامیاب ہُوا

نُقوشِ غیر نظر سے چُھپے رہے رضواںؔ
اَنانیت کا طُلوع جب بھی آفتاب ہُوا

اگر شیطان ہم ہوتے

زمین و آسماں ہوتے' نہ یہ دیر و حرم ہوتے
اگر آدم نہ ہوتے کچھ نہ ہوتا' سب عدم ہوتے

ہم کو چاہنے والے' وہ ہم کو چاہنے والے
نہ ہم ہوتے تو کس پر اُن کے یہ ظلم و ستم ہوتے

اگر عصیاں نہ ہم کرتے' جلاتی پھر کسے دوزخ
نہ کرتے بندگی تو کس کے جنت میں قدم ہوتے

سُنو شیطان کی ان حرکتوں پر تھوکنے والو
وہی حرکت بھی ہم کرتے اگر شیطان ہم ہوتے

تمھیں اے زاہد و محشر کے دن شرمندگی ہوگی
یہی کہنا پڑے گا کاش ہم اپنے میں ضم ہوتے

ہمارے میکدے کی مئے میں یہ تاثیر ہے زاہد
یقیناً تُو جو پیتا وسوسے کچھ دل کے کم ہوتے

بڑی مشکل سے یہ نکتہ سمجھ میں آگیا رضواںؔ
اگر شیطان نہ ہوتا تو تم ہوتے' نہ ہم ہوتے

مَیں بھی ہُوں تُو بھی ہے

بظاہر مَیں اکیلا ہُوں مگر مَیں بھی ہُوں تُو بھی ہے
میرے مولیٰ میرے پیش نظر مَیں بھی ہُوں تو بھی ہے

اگر تُو ہے تو مَیں ہُوں، مَیں نہیں تو تُو کہاں رہتا
میرا دل بن گیا ہے تیرا گھر مَیں بھی ہُوں تُو بھی ہے

کٹھن منزل تو ہے توحید کی لیکن شریعت میں
مجھے کہنا پڑا ہے بے خطر مَیں بھی ہُوں تُو بھی ہے

عجبِ چکر ہے مَیں و تُو کی، جو سمجھا وہی سمجھا
نہ مَیں ثابت نہ تُو ثابت مگر مَیں بھی ہُوں تُو بھی ہے

ذرا پوچھو اُسی سے بس گیا جو من کے مندر میں
کہے گا مت بھٹک اے بے خبر مَیں بھی ہُوں تُو بھی ہے

اَنا میری بقَا تیری، اَنا تیری بقا میری
یہی رازِ بقا ہے مختصر، مَیں بھی ہُوں تُو بھی ہے

میری سانسوں میں کیا ہے کیا نہیں ہے، جانتا ہُوں مَیں
کھلا یہ راز غور و فکر پر، مَیں بھی ہُوں تُو بھی ہے

میرا ظاہر کیا کرتا ہے سجدہ میرے باطن کو
کہو رضواں سمجھ کر سوچ کر مَیں بھی ہُوں تُو بھی ہے

ہم ہیں تو سب کچھ ہے

زمیں کیسی' کہاں کا آسماں' ہم ہیں تو سب کچھ ہے
ہمارے دم سے ہے سارا جہاں ہم ہیں تو سب کچھ ہے

فرشتے کیا' قلم کیا' لوح کیا' وہ عرش و کرسی کیا
زماں کیا اور مکاں کیا لامکاں' ہم ہیں تو سب کچھ ہے

پھنسے تھے غیریت کی جال میں ہم ایک مدت سے
کہے چلاّ کے یہ وہم و گماں' ہم ہیں تو سب کچھ ہے

رسولؐ اللہ بھی اور اولیاء اللہ بھی' حق بھی
یہی کہہ کر گیئے ہیں بے گماں ہم ہیں تو سب کچھ ہے

وہ جنت کیا' وہ دوزخ کیا' وہ راہِ پُلصراطی کیا
ہمارے دم سے ہے سب کا نشاں' ہم ہیں تو سب کچھ ہے

خدا اپنا ہے دم' اِس دم کے ہمدم کون ہیں' ہم ہیں
ہمارے دم سے ہے اللہ میاں' ہم ہیں تو سب کچھ ہے

نہاں جو ہے' عیاں جو ہے' وہاں جو ہے' یہاں جو ہے
بہر صورت ہے جو کچھ بھی عیاں' ہم ہیں تو سب کچھ ہے

مَیں پوچھا ایک دن شیطان سے یہ کیا تماشہ ہے
کہا ہنس کر مِرے رضواں میاں' ہم ہیں تو سب کچھ ہے

اور کیا ارشاد ہے

بس گئے دل میں وہ جب سے' دل بہت ہی شاد ہے
کل تلک ویرانہ تھا جو' آج وہ آباد ہے

اصل میں بدعت وہی ہے' جو نئی ایجاد ہو
فاتحہ ہرگز نہ دینا' یہ نئی ایجاد ہے

کون پوچھا' کس نے "ہاں" فرمایا' ہم کو کیا خبر
جو ہُوا میثاق میں "وعدہ" وہ کس کو یاد ہے

آج اپنا میکدہ آزاد خانہ بن گیا
اپنی مئے کا پینے والا قید سے آزاد ہے

محوِ حیرت ہُوں مَیں کیا ہوں' کون ہوں' کیا چیز ہوں
کیا کہوں' کیسے کہوں' کچھ بھول ہے' کچھ یاد ہے

خود کو جانو' رب کو پہچانو' تمہارا حکم تھا
ہو گئی پہچان' آگے اور کیا ارشاد ہے

آج کل رضوانؔ میاں رہتے ہیں گُم صُم اس لیئے
جان کر انجان ہو جانے میں ہی دل یہ شاد ہے

مچل گیو رے

من عرف کے جو سانچے میں ڈھل گیو رے
بندگی کا سمندر اُبل گیو رے

ایسے ساقی کے ہاتھوں کا کیا پوچھنا
ایک جھٹکے میں غم سے نکل گیو رے

آئینہ من عرف کا جو ہاتھ آگیا
رُوح مارے خوشی کے مچل گیو رے

جذبۂ عشق میں خود پہ قابو نہ تھا
قطرہ بن کر سمندر اُچھل گیو رے

میکشو آو ساقی کو سجدہ کریں
جس کی صحبت سے قسمت سنور گیو رے

کفر اور شرک و بدعت کو کیا چھوڑتے
دل ہمارا اسی سے بہل گیو رے

اِسمِ اعظم کی گرمی کا ہے یہ اثر
دل میں ہی وسوسے سارے جل گیو رے

پیر کا ہے کرم جس پہ رضواں میاں
ہر بدی اُس کی نیکی میں ڈھل گیو رے

تیری گلی میں

ساقی عجب تماشہ' دیکھا تیری گلی میں
اک بھی نظر نہ آیا' بندہ تیری گلی میں

تیری گلی کی عظمت' پروردگار جانے
ابلیس کر رہا ہے' سجدہ تیری گلی میں

ساقی تیری گلی کا' ہے چپہ چپہ روشن
بینائی پا رہا ہے' اندھا تیری گلی میں

یہ معجزہ ہے تیرا' یا ہے کرشمہ تیرا
اللہ والا ہر اک' بندہ تیری گلی میں

تیری گلی کا پھیرا' سمجھا طوافِ برحق
رندوں کو دِکھ رہا ہے' کعبہ تیری گلی میں

تیری گلی میں ہر سُو' رحمت برس رہی ہے
اک نُوری شامیانہ' دیکھا تیری گلی میں

رضواںؔ نے تن بدن کو' تیری گلی ہی سمجھا
پھر کیوں نہ تیرا ہو گا' جلوہ تیری گلی میں

کیا تھا کیا ہُوا

ابتداء میں حضرت انسان کیا تھا' کیا ہُوا
غور کر' خود کو ذرا پہچان' کیا تھا' کیا ہُوا

یہ سمجھکر سجدہ کرلیتا ہُوں پائے یار پر
سجدہ نہ کرنے سے یہ شیطان کیا تھا' کیا ہُوا

پہلے تھا ایمان غیروں پر' اب اپنے آپ پر
کیا کہوں پہلے میرا ایمان کیا تھا' کیا ہُوا

حال' مستقبل و ماضی کا ہے نقشہ دھیان میں
اس لیئے کہتا ہُوں خود کو جان' کیا تھا' کیا ہُوا

کچھ نہ تھے تو کچھ ہوئے' پھر کچھ تو ہوں گے' آئیندہ
غور کرنے پر کُھلا عرفان' کیا تھا' کیا ہُوا

گنج مخفی میں میری ہستی کا کیا عنوان تھا
سوچتا ہُوں آج وہ عرفان کیا تھا' کیا ہُوا

جو بھی ہے جیسا بھی ہے گر جاننا ہے' جان لو
میں نہیں کہتا کہ یہ رضوان کیا تھا' کیا ہُوا

اپنی کیسی ہستی ہے

اپنے پیرو مرشد کی بستی ایسی بستی ہے
حق تعالیٰ کی رحمت یاں سدا برستی ہے

لاکھوں ہستیاں ہم میں تلملاتی رہتی ہیں
قدر کرلو ہستی کی 'اپنی کیسی ہستی ہے

سارا میکدہ ساقی گھول میرے ساغر میں
ظرف دیکھ لے میرا' کیسی میری ہستی ہے

ایسی مۓ پلا ساقی 'حشر تک نہ ہوش آئے
دیکھ تیرے رندوں میں' کیسا ذوقِ مستی ہے

کل زوال میں تھے ہم' اب عروج پر ہیں ہم
کل خدا پرستی تھی' آج خود پرستی ہے

میری خود پرستی پر' کُفر کے نہ دو فتوے
کیونکہ خود پرستی ہی' خود خدا پرستی ہے

خود کو جان جا رضواںؔ' حق کو پائیگا رضواںؔ
معرفت کی یہ دولت' دیکھ کتنی سستی ہے

اللہ رے اللہ

عالم آئینہ خانہ اللہ رے اللہ o کیا دیکھا کیا پہچانا اللہ رے اللہ
کب تک تسبیح کو پھیرو گے خود کو خود میں پالو o کب تک کھیلو گے نادانو اُیالو جھمپالو
چھوڑو کھیل یہ بچکانا o اللہ رے اللہ

گھر کی دولت گھر میں رکھ کر باہر کیا پاؤ گے o خود کو بھولو گے تو اک دن خود ٹھوکر کھاؤ گے
کل کے دن مت پچھتانا o اللہ رے اللہ

سر پر الا اللہ کی ٹوپی ہاتھ میں لاکا خنجر o محشر میں وہ دیکھ کے بولے مت آنے دو اندر
دیوانہ ہے دیوانہ o اللہ رے اللہ

عقل و فہم بھی اُن کا بابا جسم و جان بھی اُن کی o نفس بھی اُن کا روح بھی اُن کی ہر پہچان بھی اُن کی
تن من دھن سب نذرانہ o اللہ رے اللہ

فکر بھی اُن کی ذکر بھی اُن کا علم بھی اُن کا پایا o کچھ نہیں اپنا سب کچھ اُن کا مرشد نے فرمایا
اب کا ہے کو گھبرانا o اللہ رے اللہ

جھوٹوں کا دربار بھرا ہے جھوٹی بات ہے عالی o سچ سچ بات کہوں تو رضواں بن جاتی ہے گالی
بولو کس کو سمجھانا o اللہ رے اللہ



کیا نظر لڑاؤ گے

ہم تو ٹھیرے نادیدہ جلوہ کب دکھاؤ گے
اِن تڑپتی نظروں کو کب سکوں دلاؤ گے

جانے والو جنت میں اتنا یاد رکھ لینا
کھاؤ گے اگر گندم' پھر پلٹ کے آو گے

ساری دنیا جھوٹی ہے' جھوٹے سارے رشتے ہیں
بعد اپنے مرنے کے' سب کو بھول جاؤ گے

ساغرِ تصوف کا' ظرف سے تعلق ہے
پینے والوں سے پوچھو' پی کے کیا پچاؤ گے

یُوں تو دید بازی کا دعویٰ سب کو ہے لیکن
دم نہیں جو نظروں میں کیا نظر لڑاؤ گے

یہ مُراقبے' سجدے خوب ہیں مگر سن لو
جب نہ خود کو سمجھو گے' اُن کو کیسے پاؤ گے

عرش تک بھی اُڑنے کی' تاب جب نہیں رضواںؔ
عرش سے پرے کیسے آشیاں بناؤ گے

ایسا پاکباز ہوں مَیں

ہزار کُھلنے پہ نہ کُھل سکا، وہ راز ہوں مَیں
جو بج رہا ہے بِنا تار کے، وہ ساز ہوں مَیں

اک ایسی پاکی فرشتوں کو بھی نصیب نہیں
فرشتے دنگ ہیں، اک ایسا پاکباز ہوں مَیں

خدا کا حکم "اقیموالصلواۃ" ہے غافل
قسم خدا کی وہ قائم شدہ نماز ہوں مَیں

مجھے بھی حکم ہے "غافل نماز قایم کر"
نمازِ عشق سے جب ہی تو سرفراز ہوں مَیں

نُمود میری بظاہر نیاز مند سہی
مگر نُمود کے پردے میں بے نیاز ہوں مَیں

میری حیات حسابوں میں آ نہیں سکتی
میرا وجود ہے گہرا بہت دراز ہوں مَیں

حقیقتوں کے گِر ہے اپنے کب کُھلے رضواںؔ
ہزاروں راز نہاں مجھ میں ہیں وہ راز ہوں مَیں

استقبال ہوتا ہے

نظر سجدے میں، جاں حیرت میں، دل بے حال ہوتا ہے
تصور میں کچھ ایسا اُن کا، استقبال ہوتا ہے

سخی داتا وہی ہوتا ہے، جو دیتا ہے بے مانگے
جو مانگے پر دیا کرتا ہے، وہ کنگال ہوتا ہے

کبھی ہنسنا، کبھی رونا، کبھی حیرت، کبھی گُم صُم
محبت کرنے والوں کا عجب ہی حال ہوتا ہے

سنا ہے منزلیں اُن کے قدم خود چوم لیتی ہیں
کہ جن میں عزم و ہمت، صبر و اِستقلال ہوتا ہے

پرائے درد کو جو بانٹ لیتا ہے وہی مومن
زبانی خرچ جو کرتا ہے، وہ دَلّال ہوتا ہے

کبھی بغض و حسد، کینہ کپٹ دل میں نہیں رکھنا
جہاں پانی ٹھہرتا ہے، وہیں کنجال ہوتا ہے

حقیقت میں اُسی کے لال دیدے ہوتے ہیں رضواںؔ
یقیناً جس کی نیت میں پرایا مال ہوتا ہے

مزا آگیا

اِن کا در کیا ملا مطمئین دل ہُوا' سر کو در پر جھکایا مزا آگیا
اُن کی نسبت نے ایسا دکھایا اثر' سارا تن جگمگایا مزا آگیا

☆

دُور اُن کو بہت دُور سمجھا تھا مَیں' آپ اپنے کو مجبور سمجھا تھا مَیں
آئینہ من عرف کا جو ہاتھ آگیا اُن کو اپنے میں پایا مزا آگیا

☆

لوگ کہنے لگے اُن کو سایہ نہ تھا' سایہ کیا ہے سمجھ میں یہ آیا نہ تھا
راز سائے کا ہم پر جو کھلنے لگا' ہم نے سایہ نہ پایا مزا آگیا

☆

مَیں تلاشِ خدا میں بھٹکنے لگا' دل میں کانٹا "انا" کا کھٹکنے لگا
جوش میں آئی رحمت' یہ ساقی ملا' مجھکو مجھ سے مِلایا' مزا آگیا

☆

آبِ زم زم کی کچھ قدر کرنا پڑا' برہنہ سر کھڑے ہو کے پینا پڑا
واہ واخوب "زم زم" کا ہے فلسفہ' عقل میں جس کی آیا' مزا آگیا

☆

جو سمجھنا تھا سب کو سمجھتے رہے' گر کے حیرت کدے میں سنبھلتے رہے
جب سمجھ کا پرندہ ہُوا نیم جاں' کچھ سمجھ میں نہ آیا' مزا آگیا

☆

ایک دن مجھ سے شیطان کہنے لگا' مَیں ہُوں شیطان' میری حقیقت بتا
پھر تو رضواں نے شیطان کو تفصیل سے' آپ بیتی سنایا' مزا آگیا

دو قدم چلو تو سہی

لڑا کے اُن سے نظر دو قدم چلو تو سہی
ملینگے لعل و گہر دو قدم چلو تو سہی

زمیں سے عرش تلک دو قدم کا فاصلہ ہے
ہے دو قدم کا سفر دو قدم چلو تو سہی

حیات میں ہی حیات النبیؐ کو پا کے رہو
اگر ہے موت کا ڈر دو قدم چلو تو سہی

ارادہ ہے دلِ ناشاد کو کہ شاد کریں
ہے آگے شاد نگر دو قدم چلو تو سہی

خودی کو جاننا پہچاننا اہم ہے بہت
ملے گا ایسا ہنر دو قدم چلو تو سہی

اُٹھو کہ کچھ تو مقدر کا حل نکل آئے
بڑی کٹھن ہے ڈگر دو قدم چلو تو سہی

ترس رہی ہے نظر جس کو دیکھنے کے لئے
وہی ہے پیش نظر دو قدم چلو تو سہی

کسی بھی رہنما کامل کے ساتھ ہو رضواںؔ
ملے گی خود کی خبر دو قدم چلو تو سہی

رگ رگ میں ٹٹولو مجھکو

بولنا جو بھی ہے جی کھول کے بولو مجھکو
ہاں میں اک بند لفافہ ہوں، نہ کھولو مجھکو

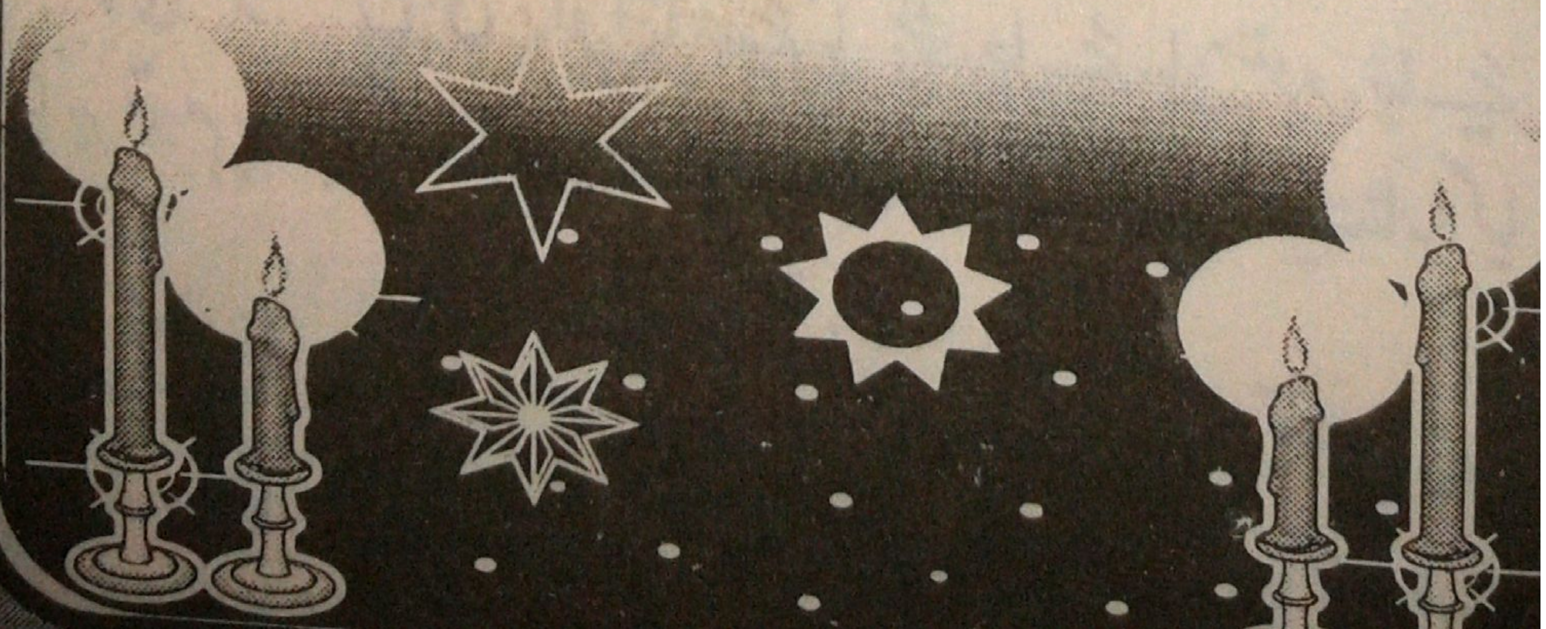
اُس سے پوچھا کہ کہاں تن میں ٹھکانہ ہے تیرا
طنز سے بولا کہ رگ رگ میں ٹٹولو مجھکو

شرک و بدعت کا نہ الزام دو ناحق مجھ پر
حق کی میزان پہ ہر طرح سے تولو مجھکو

گر پرکھنا ہے پرکھ لو مجھے، نایاب ہوں میں
دوستو کوڑیوں کے مول نہ مولو مجھکو

اپنے بندوں سے کہا کرتا ہے ہردم اللہ
چاب کر مجھکو نگل جاؤ، نہ گھولو مجھکو

مجھکو قرآن سمجھتے ہیں فرشتے رضواںؔ
کیا یہ سچ ہے کہ ذرا پڑھ کے تو بولو مجھکو



عرش سے فرش پر کیوں اتارا گیا

لذتِ عشق سے ہم بہت دور تھے' زیور عشق سے کیوں سنوارا گیا
عشق کی بھر کے تن من میں چنگاریاں عرش سے فرش پر کیوں اتارا گیا



کیوں خلیفہ بنایا گیا' کس لیے' کیوں "ظلوماً جھولا" کا طعنہ دیا
ہم تو جاہل' جہالت میں مشہور تھے' کیوں امانت ہمیں دے کے مارا گیا



سر جھکاتے رہے' سجدے کرتے رہے' اُن کو آواز دے دے کے ہم تھک گئے
اب ذرا دیکھئے آگے ہوتا ہے کیا نام سے اپنے اُن کو پکارا گیا



ہم بشر ہیں تو شر ہم پہ لازم ہُوا' شر نہ ہوتا تو ہم بھی فرشتے ہی تھے
ہے فرشتوں سے اعلیٰ مقامِ بشر' ہر فرشتہ اِسی شر پہ وارا گیا



سوچ کر عشق کی راہ اپنایئے' یا بگڑ جایئے یا سنور جایئے
ہر قدم پر ہے اک اِمتحاں کی جھلک' اُن کا عاشق تو بے موت مارا گیا



آزمائش کا ہے وقت رضواںؔ میاں مطمئین قلب ہے اور تسکینِ جاں
ذکر و اذکار میں شب گذرتی رہی' فکر و افکار میں دن گذارا گیا

جواب دو

کیسا ہے غیب، ہے وہ کہاں پر، جواب دو
یا خود بشر ہے غیب کا پیکر، جواب دو

مومن کا دل تو گھر بنا پروردگار کا
دل کافروں کا کس کا بنا گھر جواب دو

کیا پڑھ کے رُوح پھونکا ہے آدم کے جسم میں
نکتہ اہم ہے سوچ سمجھ کر جواب دو

دائیں کی اہمیت ہے یا بائیں کی اہمیت
بائیں طرف ہے یار کا کیوں گھر جواب دو

حوا میں رُوح کیوں نہیں پُھونکا، لکھا نہیں
کچھ غور و فکر کر کے، سنبھل کر جواب دو

شہہ رگ سے وہ قریب ہے شہہ رگ میں کیوں نہیں
تصویر من عرف کو پرکھ کر جواب دو

آدم کے سر پہ بوجھ ہے، حوا کے سر نہیں
کیسی ہے وہ امانتِ دلبر جواب دو

رضواںؔ کھڑے ہو کے پیتے ہو زم زم کو آپ کیوں
سر برہنہ ہے کس لئے، پی کر جواب دو

اپنی خودی پہ نثار ہُوں

ساقی تیرے طُفیل میں مَیں دین دار ہُوں
جسکو خزاں نہ آئے کبھی' وہ بہار ہوں

یہ سب کرشمہ ساقیا تیری نظر کا ہے
پیتا ہی جارہا ہُوں مگر ہوشیار ہوں

سارے فرشتے تکتے ہی رہتے ہیں رات دن
ثابت ہُوا کہ صُورتِ پروردگار ہُوں

تعریف مختصر ہے یہ میرے وجود کی
بیٹھا تو نقش پا ہوں' اُٹھا تو غبار ہُوں

اُلجھا ہُوا ہُوں ایسا کہ قدرت ہے چہ کنم
سُلجھا سکا نہ کوئی مَیں وہ پیچ دار ہُوں

سب کو تلاشِ رب ہے' مجھے اپنی جستجو
مَیں خود ہی ہُوں سواری' مَیں خود ہی سوار ہُوں

رضواںؔ خودی سے اعلیٰ نہیں کوئی اور شئے
اس واسطے مَیں اپنی خودی پر نثار ہُوں

دانۂ گندم کو کھا لیے

میں گِر رہا تھا بارِ گنہ سے اُٹھا لیئے
سرکار میری حشر میں عزت بچا لیئے

ساقی کا ہاتھ' اللہ محمدؐ کا ہاتھ ہے
اس ہاتھ پر جو بک گئے قسمت بنا لیئے

اللہ نبیؐ کے جلوے ہیں ساقی کی شکل میں
جب ہی تو پائے ساقی پہ ہم سر جھکا لیئے

غفلت کہو کہ بُھول کہو یا خطا کہو
کھانا تھا فرض' دانہء گندم کو کھا لیئے

کانٹے بچھا بچھا کے محبت کی راہ میں
تھا اُن کو آزمانا ہمیں آزما لیئے

احساں کا بدلہ ہمکو چُکانا ضرور تھا
اُن کو دکھا کے' اپنے کو خود ہم چھپا لیئے

رضواںؔ تفکرات میں جب کچھ نہ بن پڑی
ہم دل کو اپنے نُورِ اَنا سے سَجا لیئے

موتی بکھر کر چو طرف

جلوۂ حق چو طرف ہے' یار کا گھر چو طرف
دید بازوں کے لیئے دیدارِ دلبر چو طرف

سب پیئمبر اور ہیں' اپنا پیئمبر اور ہے
سب پیئمبر ایک طرف' اپنا پیئمبر چو طرف

حشر کا منظر تو دیکھنگے قیامت میں مگر
آجکل ہم دیکھتے ہیں ایسا منظر چو طرف

دوستو چن لو رسولؐ اللہ کا صدقہ ہے یہ
رکھدیئے توحید کے موتی بکھر کر چو طرف

نعرۂ "الحق" زباں پر کیوں نہ آئے رات دن
عطرِ الا اللہ سے ہم سب مُعطر چو طرف

درمیاں اللہ کا گھر ہے' یہ کچھ تو راز ہے
ورنہ کیوں رہتے رسولؐ اللہ کے گھر چو طرف

سب خدا والے بنیں گے ایک دن رضواں میاں
چل رہا ہے یوں خدا والوں کا منتر چو طرف

معرفت کی بستی میں

رُوح مضطرب کیوں ہے، قلب کیوں ہے پستی میں
چور آ بسے شاید، معرفت کی بستی میں

پُوجے کچھ مذکر کو، چاہے کچھ مونث کو
کچھ تو خود پرستی میں، کچھ خدا پرستی میں

ہے خدا خودی میں ضم، ہے خودی خدا میں گُم
دونوں مل گئے ایسے، رنگ آیا مستی میں

لا اِلٰہ اِلا اللہ شکل ہے رسولؐ اللہ
خود پرست بن بیٹھے، ہم خدا پرستی میں

جتنی اُس کی نزدیکی، اتنی اُس کی دوری ہے
سب بلندیاں اُس کی، پار ہے ہیں پستی میں

خود کی ہی تلاوت سے، ایسا راز ہاتھ آیا
غیریت فنا ٹھیری عینیت کی بستی میں

عرش سے اُتر کر ہم، آئے فرش پر رضواںؔ
کچھ ہوس پرستی میں، کچھ انا پرستی میں

نہ تحریر سمجھے نہ نکتے کو سمجھے

پڑھے عمر بھر اونٹ بھر کر کتابیں نہ اللہ کو سمجھے نہ بندے کو سمجھے
کہ شام و سحر سجدے کرتے رہے ہم' نہ ساجد کو سمجھے نہ سجدے کو سمجھے



نہ کامل کوئی ہم نے استاد پایا' سبق من عرف کا نہ ہم کو پڑھایا
نہ کیوں اپنی قسمت کا ماتم کریں ہم' نہ تحریر سمجھے نہ نکتے کو سمجھے



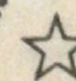
اگر بس جو چلتا' اُٹھا دیتے پردہ' پس پردہ کیا ہے' اُسے کھینچ لاتے
مگر کیا کریں ہم ہیں قسمت کے مارے' نہ پردے کو دیکھے نہ پردے کو سمجھے



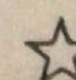
خدا بھی تھا موجود' ابلیس بھی تھا' محمدؐ بھی تھے اور موجود ہم بھی
یہ قسمت کی گردش نہیں ہے تو کیا ہے' نہ غیروں کو سمجھے نہ اپنے کو سمجھے



سبق من عرف کا تو ہم پڑھ رہے ہیں' مگر ایسے پڑھنے سے حاصل ہی کیا ہے
نہ اب تک لیئے جائزہ ہم خودی کا' نہ پائے کو پرکھے نہ کھوئے کو سمجھے



جہاں سارا آئینہ خانہ بنا ہے' اسی آئینے میں حقیقت چھُپی ہے
تعجب ہے آئینہ اندھوں کے آگے' نہ آئینہ سمجھے نہ اندھے کو سمجھے



کتابِ خودی کی تلاوت تو کر لو' اسی میں ہیں قدرت کے سب راز رضواں
وگرنہ قیامت میں پچھتاؤ گے تم نہ ایسے کو سمجھے نہ ویسے کو سمجھے

بات نہ پوچھو

عشق میں جینا عشق میں مرنا، عشق کے یہ حالات نہ پوچھو
عشق میں ہنسنا عشق میں رونا، عشق کی کائنات نہ پوچھو



عشق ہی اول عشق ہی آخر، عشق ہی باطن عشق ہی ظاہر
عشق کا صدقہ ہم تو ظاہر، عشق کے احسانات نہ پوچھو



عشق بُلایا حسن کو اپنے، گھل کے رہے معراج کے سپنے
عشق میں ضم وہ، عشق میں ضم یہ، اور ہوئی کیا بات نہ پوچھو



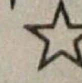
یار کی مستی اپنی ہستی، اس ہستی سے ساری بستی
اِن تینوں کی بات نہ چھیڑو، تینوں کے درجات نہ پوچھو



عرش اگر ہے دل مومن کا، اور دلوں کو پھر کیا کہیئے
مومن و عرش کو سمجھو بھائی، راز کی ہے یہ بات نہ پوچھو



ہاتھ میں اپنے ہاتھ ہے اُن کا، روز ازل سے ساتھ ہے اُن کا
ہم میں کبھی وہ اُن میں کبھی ہم، اُن کا ہمارا ساتھ نہ پوچھو



عزم سے اپنے کام لو رضواںؔ صبر کا دامن تھام لو رضواںؔ
اُن کا کرم بے وقت کی بارش، ہوتی ہے کب برسات نہ پوچھو

مولیٰ ہے بندے میں

ذرا بندے کو دیکھو غور سے کیا کیا ہے بندے میں
رسولؐ اللہ اور اللہ کا جلوہ ہے بندے میں

اِسی باعث تو ہر بندے کی ہم تعظیم کرتے ہیں
سراپا نور ہے نُورانی اک پُتلا ہے بندے میں

اک ایسا بے نشاں، جس کو کہ نقاشِ ازل کہیئے
اک ایسے بے نشاں، بے روپ کا نقشہ ہے بندے میں

قسم کھا کھا کے کہتا ہوں مَیں اَلانسانُ سِری کی
ہیں جس میں بھید لاکھوں، ایسا اک نکتہ ہے بندے میں

جسے کہتے ہیں بندہ، بند ہے بندے کی بندش میں
ازل سے یونہی ہوتا آیا ہے بندہ ہے بندے میں

بھٹکتا کیوں ہے خود اپنی خودی میں غوطہ زن ہو جا
خزانہ گنجِ مخفی کا چُھپا رکھا ہے بندے میں

کہینگے بے جھجک، اہل نظر سے پوچھکر دیکھو
کہیں مولیٰ میں بندہ ہے، کہیں مولیٰ ہے بندے میں

خودی سے آشکارا کیوں نہ اب ہو گا خدا رضواںؔ
خودی ہے مثلِ کعبہ، صاب کعبہ ہے بندے میں

بشر ایک بھی نہیں

یُوں تو بشر سبھی ہیں مگر ایک بھی نہیں
خیر البشرؐ کے جیسا بشر ایک بھی نہیں

اب تک نہ اُن کو دیکھے، نہ سمجھے، نہ پا سکے
اُن کی نظر میں اہلِ نظر ایک بھی نہیں

لازم ہے یہ بشر پہ صدا حق کہا کرے
کیونکہ بشر کے جیسا بشر ایک بھی نہیں

دنیا سے جانے والے گئے لاپتہ رہے
اب اُن کی لانے والا خبر ایک بھی نہیں

سمجھائے کون ابلیس واللہ نبیؐ کا راز
سب زیر ہوگئیے ہیں زَبَر ایک بھی نہیں

یُوں تو ہمارے پاس ہنر ہیں کئی مگر
اپنے کو جاننے کا ہنر ایک بھی نہیں

سمجھو تو ذرّہ ذرّہ اُسی کا مکان ہے
جانو تو اُس کے رہنے کا گھر ایک بھی نہیں

اللہ، نبیؐ، فرشتے، بشر اور ملائیکہ
رضواں سبھی اِدھر ہیں، اُدھر ایک بھی نہیں

تم سمجھے نہ ہم سمجھے

تجلی نار تھی یا نُور، تم سمجھے نہ ہم سمجھے
جلا کیونکر یہ کوہِ طُور، تم سمجھے نہ ہم سمجھے

وہ شہہ رگ سے بھی ہے نزدیک یہ قرآن کہتا ہے
ہے شہہ رگ ہم سے کتنی دُور تم سمجھے نہ ہم سمجھے

جو مَن کا صُور ہے وہ اصلیت کی جان رکھتا ہے
ہے مَن کا صُور ہی "منصور" تم سمجھے نہ ہم نہ سمجھے

خدا نے رُوح پھونکی، نفس کو "کس" نے کیا داخل
کہاں سے آگیا مغرور، تم سمجھے نہ ہم سمجھے

ہے آدم حق کی صورت میں تو حَوّا کس کی صورت میں
بتاؤ "کون" ہے یہ حُور، تم سمجھے نہ ہم سمجھے

خطا کس کی، سزا کس کو، طلب کس کی، عطا کس کو
عجب قدرت کا ہے دستور، تم سمجھے نہ ہم سمجھے

نہ وہ رضواں مونث ہے، نہ وہ رضواں مذکر ہے
ہے ایسے نام سے مشہور تم سمجھے نہ ہم سمجھے

بحرِ بیکراں ہُوں مَیں

جو بے نشاں ازل میں تھا، اُس کا نشاں ہُوں مَیں
جس میں چُھپا ہے مالکِ کُل، وہ مکاں ہُوں مَیں

سنتا تو ہُوں وہیں ہے خدا بھی جہاں ہُوں مَیں
لیکن سمجھ سکا نہ ابھی تک کہاں ہُوں مَیں

ڈھونڈا جو مجھکو مَیں نے، تو مجھکو نہ "مَیں" ملا
ساکت ہُوں، متحرک ہوں، کدھر ہوں، کہاں ہُوں مَیں

دیکھو اگر تو قطرۂ ناچیز ہُوں مگر
سمجھو اگر تو اک بحرِ بیکراں ہُوں مَیں

ہے زیب تن لباس میرے لا الٰہ کا
دیکھو اسی لباس کے اندر نہاں ہُوں مَیں

لایا ہُوں اپنے آپ پہ ایمان دیکھکر
کہتے ہیں جسکو "سُنیِ مسلماں" کہاں ہُوں مَیں

مَیں ہُوں، نہیں بھی ہُوں میرا "ہونا" عجیب ہے
گویا کہ بے نشاں کا مکمل نشاں ہُوں مَیں

رضواں مَیں لا اِلٰہ کا خلاصہ ہُوں سر بسر
یعنی کہیں نہاں تو کہیں پر عیاں ہُوں مَیں

غیب کا ہم نے نقشہ اُتارا

جو ہماری نظر سے ہے غائب' غیب میں کر لو اُس کا نظارا
آؤ بتلائیں ہم "غیب" کیا ہے' غیب کا ہم نے نقشہ اُتارا

یا رسولؐ خداؑ' یا محمدؐ آپ ہی کا کرم ہے یہ سارا
آپؐ سے پائی جس نے بھی نسبت' اُس کی قسمت کا چمکا ستارا

اپنا ہونا فرشتوں سے افضل' اپنی ہستی ملائیک سے اعلیٰ
اپنی تخلیق کا یہ سمندر اس کی حد ہے نہ اس کا کنارا

کس کو کہتے ہیں سب لوگ قدرت' کس کو سمجھے ہوئے ہیں خدائی
اُس کی قدرت کے سارے کرشمے' اپنی ہستی سے ہے آشکارا

نام اُن کا وہی نام اپنا' شکل اُن کی وہی شکل اپنی
ذات حق کی قسم دید اپنی' یہ سمجھ لو ہے اُن کا نظارا

آنکھ جس دن سے اُن سے لڑی ہے' فکر بدعت کی کس کو پڑی ہے
جس پہ دل آئے سجدہ کرینگے' یہ تو ہے عین مسلک ہمارا

اُن کا دیدار اپنی غذا ہے' یادِ اُن کی ہی تسکینِ جاں ہے
آجکل دیکھو رضواں میاں کا' ذکر و اذکار پر ہے گذارا

ہر بشر نمازی ہے

اپنے پیر و مرشد کی' یہ کرشمہ سازی ہے
جب سے اِن کے ہو بیٹھے' خوب سر فرازی ہے

ایک دن یہی نسبت کیوں نہ رنگ لائیگی
ہم بھی اُس سے راضی ہیں' وہ بھی ہم سے راضی ہے

معرفت کے دنگل میں چند ہیں جو ٹکتے ہیں
ظرف اپنا اپنا ہے اپنی اپنی بازی ہے

عقل و ہوش کے اندھے یہ ثبوت کیا جانے
نُور ہر بشر میں ہے' ہر بشر نمازی ہے

اپنے بادہ خانے میں ہر مرض شِفا پائے
جستجو کے نسخے ہیں' ہر خوراک تازی ہے

شان مردِ مومن کی' ہم سے پوچھتے کیا ہو
مر گیا شہیدی ہے' جی رہا. تو غازی ہے

جو ملا اَمنّا ہے' نہ ملا اَمنّا ہے
سر پہ دیکھو رضواں کے' تاجِ بے نیازی ہے

ویسی اب حالت نہیں

بے نشاں بے روپ ہے' اُس کی کوئی رنگت نہیں
نام ہیں نودّ پہ نو (۹۹) اُس کے' مگر صُورت نہیں

چار دیواری میں وہ رہتا ہُوا آزاد ہے
ہے مکاں اُس کا مکاں ایسا کہ اُس کی چھت نہیں

معرفت کے علم سے مت پوچھیئے کیا حال ہے
پہلے جو حالت تھی اپنی' ویسی اب حالت نہیں

دید کب اللہ محمدؐ کی میسّر ہو اُسے
جس کو اپنے پیر کی صحبت نہیں' قربت نہیں

کلمہء طیّب الگ ہے' علمِ طیّب ہے الگ
علمِ طیّب پاک ہے' شفاف ہے' غیبت نہیں

آئے ہیں جنت سے پھر جنت میں جانا ہے ہمیں
ملکیت جنت ہے اپنی اس کی کچھ قیمت نہیں

بات سچ کہہ کہہ کے رضواںؔ کفر کے فتوے لیئے
کھوٹے سکوں کو چلانا اپنی یہ عادت نہیں

راز بتانا کیسا

ساقیا گونگوں کو اب کلمہ پڑھانا کیسا
جو ہیں بہرے' اُنھیں یہ راز بتانا کیسا
خیر لنگڑوں کو تو پہنچائینگے آہستہ مگر
جو ہیں اندھے اُنھیں تصویر دکھانا کیسا
اک زمانے سے ہیں جو نرم غذا کے عادی
آجکل سخت غذا اُن کو کھلانا کیسا
جو نہاں ہے وہ عیاں ہے' جو عیاں ہے وہ نہاں
بھولے نادانوں کو یہ راز بتانا کیسا
وہ پرندے کہ جنھیں پَر ابھی پھوٹے ہی نہیں
اُن کو پرواز کا ہے شوق' اُڑانا کیسا
ساقی اندھا ہو تو پھر رند کو کیسے دیکھے
رِند اندھا ہو تو پھر ساقی کو جانا کیسا
اُس مصور کو میرے' ہاتھ نہ پاؤں نہ جسد
دونوں ہاتھوں سے یہ آدم کو بنانا کیسا
کلمہ میں کفر بھی ہے' شرک بھی ہے' کیسے پڑھیں
کفر اور شرک سے دامن کو بچانا کیسا
ہے وہ ناچیز جسے کہتے ہیں کمتر رضواں
ایسے ناچیز کو نایاب بنانا کیسا

سلسلہ ضروری ہے

معرفت کی راہوں میں رہنما ضروری ہے
بندگی میں نسبت کا سلسلہ ضروری ہے

مَیں و تُو کا جنگل ہے، ظُلمتوں کی بارش ہے
رکھ چراغِ دَم روشن' اب ضیاء ضروری ہے

میکدے کی چوکھٹ پر ساقی اتنا لکھ دینا
کلمہ خود ہی بن جاؤ' پڑھنا کیا ضروری ہے

فیضِ حق کی بارش ہو' سجدہ کرلے ساقی کو
یہ "خطا" سہی لیکن' یہ خطا "ضروری" ہے

جو بھی کر گذرنا ہے' کرتے ہی گذر جاؤ
ہاں مگر کسی در کا "واسطہ" ضروری ہے

میکشو چلو کرلیں' اب طواف ساقی کا
عبدیت کے پردے میں یہ وفا ضروری ہے

دعویٰ پارسائی کا' کیسے ہم کریں رضواںؔ
بندے پن کے پردے میں کچھ خطا ضروری ہے

نشانِ امتیازی ہے

ہمارا شغل طاقتور' ہمارا علم غازی ہے
کرم پیرِ مغاں کا ہے' جو ایسی سرفرازی ہے

حقیقت میں ہمارا میکدہ ہے آئینہ خانہ
وہ آئے میکدے میں' جس کو ذوق دید بازی ہے

کھلی رکھتے ہیں ساری کھڑکیاں ہم بادہ خانے کی
شِفا بخشی کے نسخے ہیں' فضا رحمت کی تازی ہے

ہمارے مدرسے میں' یہ سبق پہلے پڑھاتے ہیں
کہ بندہ حق تعالیٰ کا نشانِ امتیازی ہے

جہاں تک ہو رسولؐ اللہ کو' ہر وقت راضی رکھ
رسولؐ اللہ راضی ہیں' تو خود اللہ راضی ہے

یہی پہچان ہے پیرِ مغاں کی' غور سے سن لو
طبیعت خاکبازی ہے' تو فطرت پاکبازی ہے

حقارت سے کسی کو بھی نہیں ہم دیکھتے رضواںؔ
سمجھ میں آگیا اتنا کہ ہر بندہ نمازی ہے

نہ مالن ہے نہ مالی ہے

نہ دہشت ہے' نہ خطرہ ہے' نہ دروازہ' نہ جالی ہے
تصوف کے گلستاں میں' نہ مالن ہے نہ مالی ہے

محمدؐ' پیر و مرشد' اولیاء اللہ سے ہٹ کر
خدا سے ملنے کی اک راہ یُوں ہم نے نکالی ہے

انہی دونوں کا ہم ہیں مجموعہ' یہ شان ہے اپنی
ثناء اور حمد جن کی' پتہ پتہ ڈالی ڈالی ہے

میری صورت الگ' اللہ محمدؐ کی الگ صورت
میری صورت کو قدرت نے' عجب سانچے میں ڈھالی ہے

حقیقت میں دو عالم عکس ہے اپنے خیالوں کا
وہ جنت بھی خیالی ہے' وہ دوزخ بھی خیالی

فرشتے بے صفت ہیں' وہ صفت کے کھیل کیا جانیں
صفاتوں کے خدا ہم ہیں' صفت اپنی نرالی ہے

میری حق گوئی پر سب خوش تو ہوتے ہیں مگر رضواںؔ
کسی کے حق میں نعمت ہے' کسی کے حق میں گالی ہے

خودی جو کھوئے خدا کو پائے

سمجھ سمجھ کے یہ تفرقے ہیں' نظر نظر کے ہیں یہ کنائے
خدا کسی کو نظر نہ آیا' کسی کو بندے نظر نہ آئے

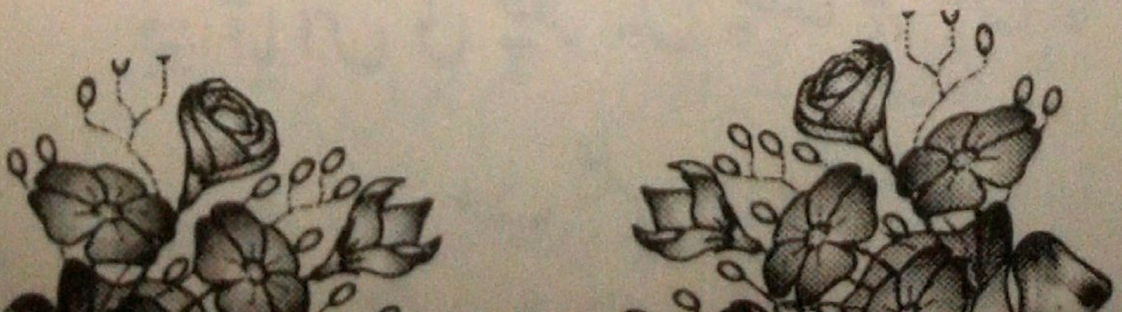
کثیف ہم ہیں لطیف وہ ہیں' ہے راز اُن کا سمجھ سے باہر
لطیف ایسے کہ عقل گم ہے' نظر میں رہ کر نظر نہ آئے

خدا خودی میں رواں دواں ہے' خودی خدا کے حوالے کردو
سنا ہے مَیں نے پڑھا ہے مَیں نے' خودی جو کھوئے خدا کو پائے

خدا خودی کا ہے راز ایسا' نہیں اجازت سنائیں کیسا
کہوں تو مشکل نہ کہنا مشکل' زباں کو کہنے حجاب آئے

سمجھنا اُن کو نہیں ہے آساں' نظر پریشاں ہے عقل حیراں
وہ دور اتنے سمجھ سے باہر' قریب اتنے نظر نہ آئے

خلوص پہلا ہے فرض رضواںؔ خلوص دنیا و دیں کی دولت
خلوص ہی میں بنے ہیں عالم' ہیں سارے عالم اُسی کے سائے



ہر آن چکر میں

خدا کی جستجو میں آگیا انسان چکر میں
ہے بے ایمان چکر میں، ہے باایمان چکر میں

یہ چکر ایسی چکر ہے کہ اس چکر کی چکر سے
ہزاروں مشکلیں حل ہو گیں آسان چکر میں

ذرا دیکھو کہ اک صف میں کھڑے ہیں خادم و آقا
کہ اک دانا بھی چکر میں ہے اور نادان چکر میں

مجھے پہنا کے اک پھولوں کی چکر اُس نے فرمایا
کہ رہنا آج سے تم ہر گھڑی ہر آن چکر میں

ہر اک چکر سے یہ چکر بڑی پیاری نظر آئی
ہوئی اللہ، نبیؐ، ابلیس کی پہچان، چکر میں

عجب سانسوں کی چکر ہے شکر سے بھی یہ شیریں ہے
جو آیا اس کی چکر میں پھنسا ہر آن چکر میں

تمہارے علم سے چکر اگیئے سب علم داں رضواںؔ
تمہارا نام سن کر آگیا شیطان چکر میں

گھر ہے گھر کے سامنے

مجھکو رکھنا ہی پڑا اُن کو نظر کے سامنے
تھا ضروری ایک طاقتور ہو ڈر کے سامنے

مَیں ہُوں اُن کے رُوبرو اور وہ ہیں میرے رُوبرو
کیوں نہ ہو گی دید ہر دم گھر ہے گھر کے سامنے

خود میں رہ کر خود کو پانا' سب سے اعلیٰ ہے ہنر
سب ہنر بے کار ہیں' ایسے ہنر کے سامنے

یہ بشر ایسا بشر' اعلیٰ بشر' خیر البشرؐ
سرنگوں ہیں سب فرشتے اس بشر کے سامنے

شکل ایک ہی ہے' زمین و آسماں کا فرق ہے
زیر آخر زیر ہے دیکھو زَبَر کے سامنے

تُخم پیدا ہے شجر سے اور شجر سے تخم ہے
روز و شب ہے یہ نظارہ ہر بشر کے سامنے

تُخم کہتا ہے شجر ہُوں' تُخم ہوں بولے شجر
دونوں رضواں حق پہ ہیں' اہل نظر کے سامنے

اس کو رسوائی سمجھنا

سمجھنا کوہ کو رائی سمجھنا
محمدؐ کو "بڑا بھائی" سمجھنا

سمجھنا "ویسے" جیسے مَیں کہوں گا
پھر آگے من میں جو آئی سمجھنا

سمجھنا اپنی "ماں" کو اپنی "بیوی"
اور اپنی بیوی کو مائی سمجھنا

سمجھنا باپ کو اولاد اپنی
اِسے تُو اپنی دانائی سمجھنا

سمجھ دُختر کو اپنی داشتہ تُو
اِسے ایماں و سچائی سمجھنا

خوشی سے کر نکاح سگی بہن سے
نہ ہرگز اس کو رسوائی سمجھنا

صحابہ کو سمجھنا گھر کا نوکر
سبھی نبیوں کو سودائی سمجھنا

فرشتوں کو سمجھ سوتیلے بھائی
کُھلے شیطان کو بہنوائی سمجھنا

رسول اللہ اپنا نام رکھنا
تو قسمت آج بن آئی سمجھنا

سبھی کو یُوں سمجھ کر بعد رضواں
محمدؐ کو "بڑا بھائی" سمجھنا

شفا ہو جائے گی

سوچتا ہوں جب خودی حد سے سِوا ہو جائے گی
محوِ حیرت ہوں یہ ہستی کیا سے کیا ہو جائے گی

آئینگی دونوں جہاں کی نعمتیں قدموں تلے
ذکرِ انجد سے اگر رُوح پارسا ہو جائیگی

ہاں یہی تو سوچ کر جُرم و خطا کر بیٹھے ہم
ورنہ رحمت والے کی رحمت خفا ہو جائے گی

ہے شفا خانہ مریضانِ محبت کے لیئے
ایک دو خوراک میں کامل شفا ہو جائے گی

ذکر ہو یا فکر ہو، سچی لگن کے ساتھ ہو
ہوتے ہوتے ہی تن و من میں ضیاء ہو جائیگی

گر زبانِ رُوح سے ذکرِ خدا ہوتا رہا
رُوح جب نکلے گی تن سے خود خدا ہو جائیگی

آنے والا وقت رضواںؔ بول کر آتا نہیں
تھی خبر کس کو کہ جنت میں خطا ہو جائے گی

اِدھر کیا ہے اُدھر کیا ہے

کسی عارف سے پوچھو کون ہیں' خیر البشرؐ کیا ہے
کسے کہتے ہیں بدعت' شرک کیا ہے اور شر کیا ہے

رسولؐ اللہ کو جو جو بڑا بھائی سمجھتے ہیں
"رسول اللہ" اپنا نام رکھ لینے میں ڈر کیا ہیں

نماز پنجگانہ میں بِنا دیکھے شہادت کیوں
شہادت غیب کی ہے' پوچھ مت پیشِ نظر کیا ہے

درودِ پاک کا تحفہ ہو یا لاحول کا خنجر
ذرا صوفی سے پوچھو یہ معمہ کھول کر کیا ہے

عجب تحقیق ہے اللہ والوں کی سبحان اللہ
یہی شام و سحر دُھن ہے اِدھر کیا ہے اُدھر کیا ہے

درود اپنا ہے اللھم اور صَلَّی اللّٰہ رضواںؔ
درود اللہ پڑھتا ہے رسولؐ اللہ پر "کیا" ہے

ملکیت ہماری ہے

میکدے کا ہر میکش اپنا خود بچاری ہے
ایسے میکشوں کا دَم سب دَموں پہ بھاری ہے

یُوں عذابِ دوزخ سے ہم کو مت ڈرا زاہد
دوزخ ہو کہ جنت ہو' ملکیت ہماری ہے

دل سے ذکر کرنے سے اور وسوسے پھیلے
ایسا ذکر کیا کرنا' دل پہ خوف طاری ہے

لغزشوں کے دائیرے میں' ہم ہی اک نہیں شامل
اُن کا کچھ اشارہ ہے' مرضی کچھ ہماری ہے

جان پہنچے جاناں تک' دم بھی پہنچے ہمدم تک
جان و دم کے گھوڑے پر رُوح کی سواری ہے

جانے والی میت سے یہ صدائیں آتی ہیں
آج میری باری تھی کل تمہاری باری ہے

جھوٹ مَیں نہیں کہتا' آزمایئے رضواںؔ
سَو نمازیوں اُوپر ایک رند بھاری ہے

آنکھ سے آنسو نکلے

جستجو میں تیری عاشق تیرے ہر سُو نکلے
ہاتھ کچھ بھی نہ لگا' منہ سے تو ھاھُو نکلے

"مَیں پنا" چھوڑ کے اب "تُو پنا" کیسے اپناؤں
مسخرہ پن تو نہیں "مَیں" کی جگہ "تُو" نکلے

پیکرِ عطر سے نسبت ہے ہمیں بھی لوگو
اُن کا جب ذکر کریں' جسم سے خوشبو نکلے

آنکھ میں ڈال کے آنکھ اِسطرح گھورا اُن کو
اُن کی آنکھوں کے میری آنکھ سے آنسو نکلے

علم و ایمان کی تاریکی مٹانے کے لیئے
نُورِ احمدؐ کے کئی سمت سے جگنو نکلے

ایسے مرشد پہ کئی جان سے صدقے جاؤ
شانِ توحید کے جو باندھ کے گھنگرو نکلے

کیوں نہ تحقیق میں پہلو کو بدلتے رضواںؔ
اُن سے ملنے کے کئی طرح کے پہلو نکلے

اُس کا پتہ مل گیا

میرے ساقی کا در ہے محمدؐ کا در' یہ نہ پوچھو کہ اس در سے کیا مل گیا
دل اندھیرے میں تھا روشنی مل گئی' سب دعاؤں کا اک مدعا مل گیا

☆

خود کی تحقیق میں ہم بھٹکتے رہے' دیر و کعبہ میں سر کو پٹکتے رہے
جستجو رنگ لائی خوشی مل گئی' مل گئے خود سے گویا خدا مل گیا

☆

اہل نسبت کے کچھ ایسے درجات ہیں' اولیاء جتنے ہیں اپنے سب ساتھ ہیں
روز محشر کا اب ہم کو کچھ ڈر نہیں' سر چھپانے کو اک آسرا مل گیا

☆

عمر بھر اپنی ہم جستجو میں رہے' "ھا" کے کوچے سے نکلے تو "ھُو" میں رہے
ھُو میں ہم اسطرح لاپتہ ہوگئے' لاپتہ جو تھا اُس کا پتہ مل گیا

☆

اہل نسبت کا فرمان سن لیجئے' کتنا مضبوط ایمان ہے دیکھئے
کہہ رہے ہیں خدا اب ملے نہ ملے' کیا یہ کم ہے کہ اہل خدا مل گیا

☆

اُن کی نظر عنایت کا ہے یہ اثر جگمگانے لگے اپنے قلب و نظر
روح کو اک مقامِ اَنا مل گیا' نفسِ امارّہ کو حوصلہ مل گیا

☆

کوششیں اپنی جتنی تھیں رضواؔں میاں' فضل حق سے نہ ہو پائیں وہ رائیگاں
جستجو کام آخر کو آہی گئی' معرفت کا خزانہ بھرا مل گیا

دانائی سمجھتے ہیں

رسولؐ اللہ کو جو "بڑا بھائی" سمجھتے ہیں
وہ اپنے باپ دادا کو بھی کیا "نائی" سمجھتے ہیں

یہ اپنے باپ کو بیٹا، تو بیوی اپنی دختر کو
اور اپنی اہلیہ کو کیا کبھی "مائی" سمجھتے ہیں

"رسول اللہ" اپنا نام رکھ لیجیے اگر دم ہے
اگر نادانیوں کو اپنی دانائی سمجھتے ہیں

نظر میں نقص ہے ان کی، تخیل پست ہیں اُن کے
یہ گندی ذہنیت ہے کوہ کو رائی سمجھتے ہیں

یہ ہیں حیوانِ مطلق، عظمتِ انساں کو کیا جانیں
یہ گندے علم کو ایمان و سچائی سمجھتے ہیں

رسولؐ اللہ کو یہ عقل کے اندھے نہیں سمجھے
بروز حشر کب یہ اپنی رسوائی سمجھتے ہیں

مدینے میں رسولؐ اللہ، اللہ عرش پر ہونگے
مگر دونوں کو ہم تو رضواں ہرجائی سمجھتے ہیں

مسلماں کون ہے

ساقیا اس بزم میں بتلا ''مسلماں'' کون ہے
کون ان میں بے ایماں ہے' اہل ایماں کون ہے

ذکر کلمہ کا ہے یا کلمات کا ہے غور کر
اصل ''کلمہ'' کونسا ہے' اسمیں پنہاں کون ہے

''باپ'' رُوحوں کے محمدؐ ہیں' بجا ہے ساقیا
ساقیا یہ بھی بتا رُوحوں کی ''اماں'' کون ہے

ہیں رسولؐ اللہ ''بندوں'' کے' کہ یا ''اللہ'' کے
کون کس کا میزبان ہے اور مہماں کون ہے

فاتحہ زندوں کو جائز ہے کہ مُردوں کے لیئے
ہیں محمدؐ زندہ تو پھر فاتحہ خواں کون ہے

گر یہ سچ ہے حق تعالیٰ کو زباں ہر گز نہیں
تن کی نگری میں جو بولے وہ پہلواں کون ہے

حضرت مومن کی ہے زاہد نشانی کونسی
کون مشرک' کون کافر اور مسلماں کون ہے

سب مظاہر ایک ہی کے ہیں تو یہ فرمایئے
ابلیس و اللہ' محمدؐ کون' رضواں کون ہے

کس کا نور ہے

اللہ بھی ہے نُور، محمدؐ بھی نُور ہے
یہ دونوں نُور مل کے ہیں یا دُور دُور ہے

کُل کائینات گر ہے محمدؐ کے نُور سے
اللہ کا وہ نُور کیا بے کار نُور ہے

پہچان کیا ہے اللہ محمدؐ کے نُور کی
کس طرح سمجھیں نُور کو یہ کس کا نُور ہے

شہہ رگ سے وہ قریب ہے شہہ رگ میں کیوں نہیں
اس راز کو وہ جانے گا جو باشعور ہے

ابلیس بھی تھا، آدم و حوا بھی خلد میں
سچ سچ بتاؤ تینوں میں "کس" کا قصور ہے

مل جائے کوئی عارفِ کامل تو پوچھ لُوں
بتلا کہ "کس" کے نُور سے "کس" کا ظہور ہے

رضواں اگر وہ ہوگا تو ہوگا نفوس میں
جب ہی تو نفسیات کو اتنا غرور ہے

تن من ٹٹول کے

مَیں کیا ہُوں کیا نہیں ہُوں کہوں کیسے کھول کے
بیٹھا ہُوں اپنے آپ کو مَیں ناپ تول کے

جب تک کہ جھوٹ کہتا رہا واہ وا رہی
پچھتا رہا ہُوں آج مَیں سچ بات بول کے

کب تک پڑھے گا کلمہ یہ کلمے کو پی کے دیکھ
حُروفِ مُقطعات کے پانی میں گھول کے

اللہ نبیؐ ملے، نہ تو ابلیس ہی ملا
اچھی طرح سے دیکھا ہُوں تن من ٹٹول کے

بازار معرفت میں ہیں سرگرم اس لیئے
سامان مغفرت ہمیں رکھنا ہے مول کے

ناداں بہک کے رہ گئے دانا سنبھل گیئے
حق بات ہم کو کہنی پڑی کھول کھول کے

رضواںؔ یہ تیرا علم جو سمجھا سمجھ گیا
قربان جایئے تیرے انمول بول کے

وسیلے سے

ملا ہے دامن رحم و کرم وسیلے سے
کہ بخشے جائینگے محشر میں ہم وسیلے سے

عیاں ہے آج بھی نکتہ اہم وسیلے کا
لیئے ہیں لیتے رہینگے جنم وسیلے سے

اگر وسیلہ نہ ہوتا تو سب عدم ہوتے
عدم سے لائے ہیں تشریف ہم وسیلے سے

وسیلے ہی سے گناہ گار ہو گیا بندہ
چمک رہے ہیں یہ دیر و حرم وسیلے سے

بِنا وسیلے کے پتہ بھی ہل نہیں سکتا
ہے کائینات میں ہلچل بہم وسیلے سے

وسیلہ دیکھیئے نورِ نبیؐ سے سب کا وجود
خدا بھی کام لیا ہے اہم وسیلے سے

خدا ظہورِ خدائی کے واسطے رضواںؔ
ہُوا ہے آدمِ خاکی میں ضَم وسیلے سے

خواہشِ دیدار مت رکھنا

کبھی بھی بھول کر دل میں رُخِ اغیار مت رکھنا
جہاں پر رُوئی رکھی ہو' وہاں انگار مت رکھنا

برائے نام کرنا ہے تو کرلو ذکر غیروں کا
مگر اِن کو بُنا کر خود گلے کا ہار مت رکھنا

نہ ہرگز مار اپنے نفس کو مستی میں رکھ اس کو
جسے تحقیق کرنا ہے' اسے بیمار مت رکھنا

زباں کو بند رکھنا' ضبط کرنا' راز کو پانا
کہ گھر کی چیز لے جاکر سرِ بازار مت رکھنا

خدا کے واسطے ساقی یہ لکھدے اپنی چوکھٹ پر
یہاں پر آنے والو "اُنس" رکھنا "عار" مت رکھنا

زباں شیریں' نظر پاکیزہ' دل ہو آئینہ خانہ
یہی ہتھیار رکھنا بغض کے اوزار مت رکھنا

وہ ہیں کس روپ میں کچھ کچھ سمجھ میں آگئیے رضواںؔ
کبھی اب دل میں اپنے خواہشِ دیدار مت رکھنا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سلام بحضورِ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

سلام اُس پر کہ جس کی شان میں "لولاک" آیا ہے
سلام اُس پر کہ جس کے صدقے میں جگ جگمگایا ہے

سلام اُس پر کہ جو اخلاص کا پاکیزہ پیکر تھا
سلام اُس پر کہ جو کردار کا پاکیزہ دفتر تھا

سلام اُس پر کہ جس کی حق تعالیٰ کو ضرورت تھی
سلام اُس پر کہ جس کی شکلِ انور، حق کی صورت تھی

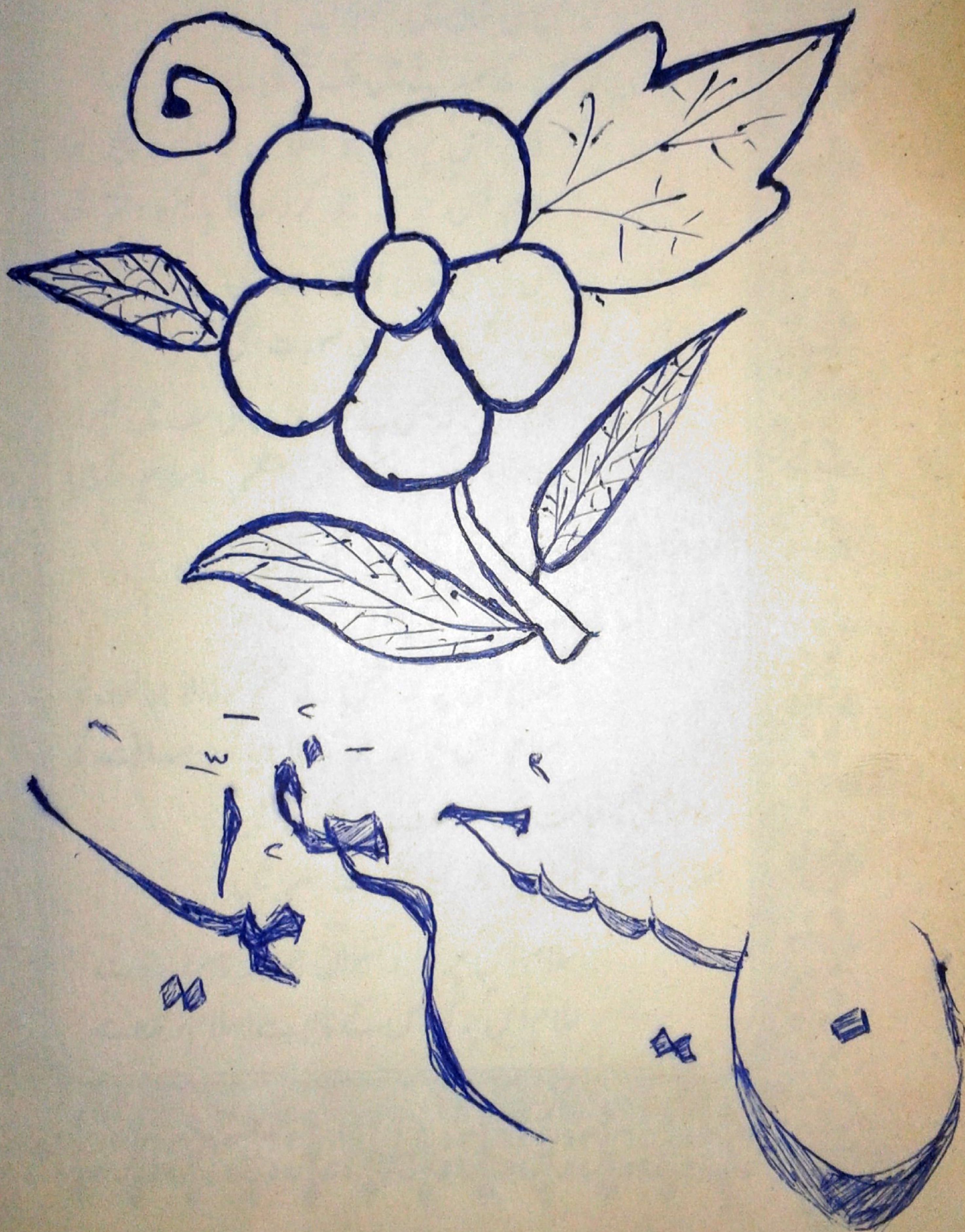
سلام اُس پر کہ جس نے سب کو ایک ہی صف میں ٹھیرایا
سلام اُس پر کہ جو پیغمبرِ اسلام کہلایا

سلام اُس پر کہ جس کا حق تعالیٰ خود ثناء خواں تھا
سلام اُس پر کہ جو نُورِ مجسم نُورِ یزداں تھا

سلام اُس پر کہ جس نے ختم کر ڈالا جہالت کو
سلام اُس پر کہ جو پھیلا دیا نُورِ صداقت کو

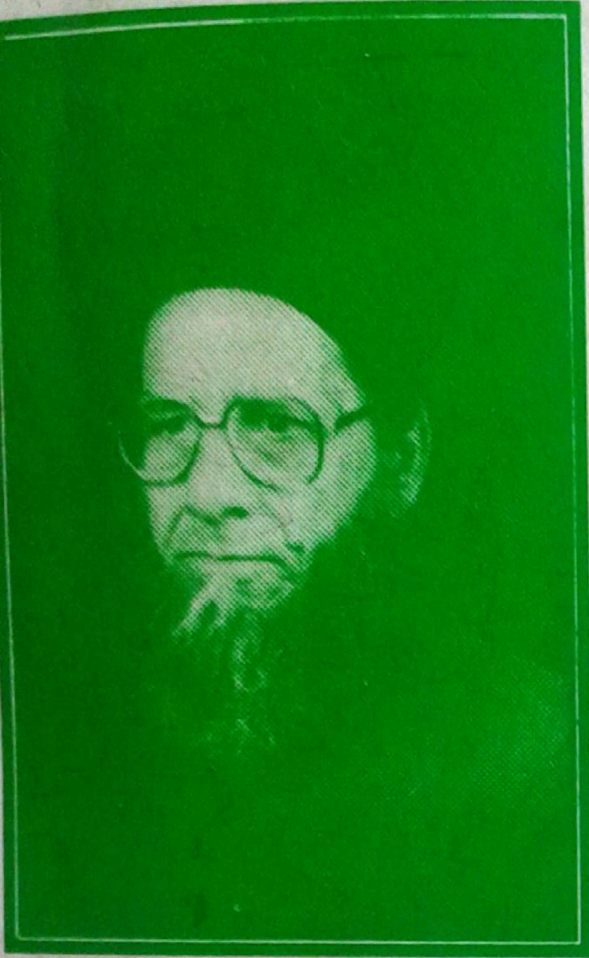
سلام اُس پر قیامت تک جو زندہ ہے ہر اک سر میں
سلام اُس پر ہُوا پیدا جو عبداللہ کے گھر میں

سلام اُس پر کہ رضواں جو محمدؐ نام زندہ ہے
سلام اُس پر کہ جس کے نام سے اِسلام زندہ ہے



عرضِ حُر

کہاں ہے لامکاں میں' در بدر اللہ ہی اللہ ہے ○ خدائی میں ہر اک فردِ بشر اللہ ہی اللہ ہے
(حضرت عاشق صاحبؒ)



مَیں اپنا تفصیلی تعارف "نظارہء نور" حصہ اول میں کرا چکا ہوں- یہ دوسرا مجموعہ کلام بھی "نظارہء نور" حصہء دوم کے نام سے منظرِ عام پر آرہا ہے- پہلا مجموعہ 1992ء میں چھپ چکا تھا جو مقبول عام ہوا چنانچہ اپنے چاہنے والوں کے اصرار پر یہ دوسرا مجموعہ کلام انکی خدمت میں پیش ہے-

امید ہے کہ یہ کلام پسند آئے گا اور اہلِ ذوق حضرات کے لئے مفید ثابت ہو گا-

تصوف ایسا علم ہے جو بغیر کسی قابل رہنما کے سمجھ میں نہیں آئے گا-

مَیں نے جن کتابوں سے استفادہ کیا ہے وہ حسب ذیل ہیں:

برہان الحقایق' انسان کامل' سرّ الاسرار' جوامع الکلم' کلمۃ الحقایق' العرفان' قالِ صحیح' لوائحِ جامی دو قرآن' تعلیمات حضرت پیران پیرؒ' تعلیمات حضرت خواجہ اجمیریؒ' تعلیمات حضرت نظام الدین محبوب الٰہیؒ' تعلیمات حضرت بایزید بسطامیؒ' تعلیمات حضرت ابو بکر شبلیؒ' تعلیمات خواجہ بندہ نوازؒ' کلام حضرت عاشق صاحب قبلہؒ و نیز عروسِ عرفان' سنا سنابل وغیرہ وغیرہ -

اقبالؒ کے حسب ذیل اشعار پر غور فرمائیے:

تقلید سے ناکارہ نہ کر اپنی خودی کو ○ کر اِس کی حفاظت کہ یہ گوہر ہے یگانہ

سِرّ دین اِدراک میں آتا نہیں ○ کِس طرح آئے قیامت کا یقیں

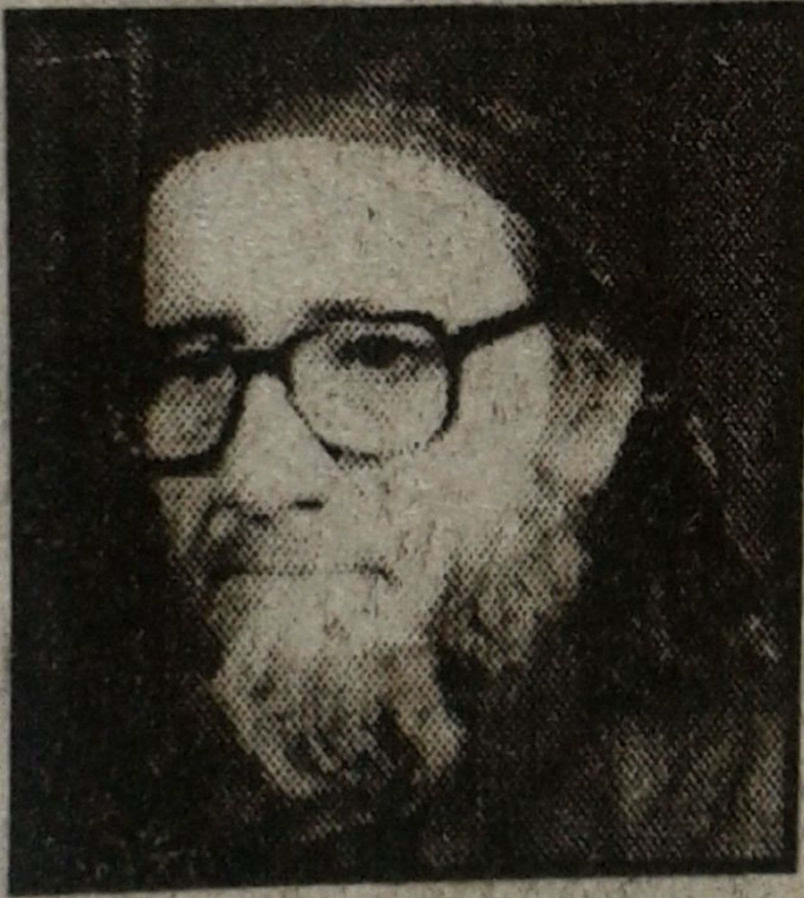
تقلید کی رَوِش سے تو بہتر ہے خودکشی ○ رستہ بھی ڈھونڈھ 'خضر کا سودا بھی چھوڑ دے



سید عزیزالدین رضواںؔ قادری الچشتی کوہیری' ریاست نگر' حیدر آباد

انتقال

حیدرآباد 18؍اگست (راست) صوفی شاعر خواجہ سید عزیز الدین رضوان شاہ قادری چشتی نابئ قلندر



ومرزائی کوہیری کا علالت کے بعد 18 اگست کو بعد فجر انتقال ہوگیا۔ تدفین خانقاہ لامکاں، دولت آباد گاؤں کا سال منڈل تھورا، ضلع میدک میں 19 اگست بعد نماز فجر عمل میں آئیگی۔ فاتحہ سیوم 21 اگست بعد نماز ظہر مسجد محبوبیہ، ریاست نگر میں مقرر ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

فاتحہ چہلم



خلیفہ سلسلہ چشتیہ، نابتی قلندری والمزائی

حضرت صوفی خواجہ سید عزیز الدین رضوان

قادری الچشتی نابتی المزائیؒ

بتاریخ: ۶ ذی قعدہ ۱۴۳۳ھ م ۲۳ سپتمبر ۲۰۱۲ء بروز ہفتہ

نظام العمل

صبح دس بجے۔ قرآن خوانی

بمقام: بارگاہ رضوان، دولت آباد، گاؤں کاسال منڈل ہتنورہ، ضلع میدک

دوپہر ۱۲ بجے تناول تبرک، بعد ظہر محفل سماع

بعد عصر، چادر گل بہ مزار ممدوحؒ

الداعیان

صاحبزادہ حضرت سید پرویز عزیز شاہ قادری الچشتی المزائی

فرزندان۔ دختران۔ دامادان واہل خاندان

جمیع وابستگان اہل سلسلہ رضوانیہ





